REGISTERED WITH REGISTRAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO-R-N-61, 57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO.P/GDP-23.

جلد ۴۴
شمارہ ۱۴

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک: ۲۰ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۵ ذیقعدہ ۱۴۱۵ ہجری   ۶ شہادت ۱۳۷۴ ہش   ۶ اپریل ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲ اپریل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ مَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَ بَارِکْ فِیْ عُمْرِہٖ وَ اَمْرِہٖ۔

دُنیا میں عذابِ الٰہی کا باعث شوخی ہے

اِرشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ السّلام

"میرا مذہب سچائی کے ساتھ اس بات پر قائم ہے کہ جس قدر لوگ نوح ؑ اور لوط ؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر پیغمبروں کے زمانہ میں ہلاک ہوئے اگر وہ انبیاء کے ساتھ شوخی سے پیش نہ آتے اور ان کی تکذیب نہ کرتے تو عمومی طور پر زندگی بسر کرتے۔ دنیا میں جو گناہ فسق و فجور کے کرتا ہے ان کے واسطے جزا کا وقت آخرت میں رکھا گیا ہے۔ اس دنیا میں عذاب جب آتا ہے وہ انبیا کی تکذیب کی وجہ سے زیادہ تر آتا ہے۔ اگر فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بد سلوکی نہ کرتا تو چند دن اور دنیا میں سلطنت کر لیتا معمولی گناہوں کے واسطے محاسبہ اور مواخذہ کا دن قیامت ہے۔ لیکن وہ گناہ جس پر خدا تعالیٰ بڑی غیرت دکھلاتا ہے وہ اس کے فرستادوں کی تکذیب اور ان کے ساتھ شوخی سے پیش آتا ہے جبکہ شوخی حد سے بڑھ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو دُکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے برخلاف ظلم اور شرارت اور بدمعاشی سے کام لیا جاتا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو اسی دنیا میں عذاب کا مزا چکھاتا ہے اگر یہ لوگ انکسار اختیار کرتے تو ہلاک نہ ہوتے۔

حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنے مخالفوں کو کہا تھا کہ تم کنجروں سے بدتر ہو کیونکہ وہ گناہ کرتے ہیں پر اپنے آپ کو گنہگار سمجھ کر انکسار اختیار کرتے ہیں اور تم گناہ کرتے ہو اور اس پر خوش ہوتے ہو اور کارِ ثواب جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ (النساء) یعنی اگر تم شکریہ ادا کرو اور ایمان لاؤ تو خدا نے تمہیں عذاب کر کے کیا لینا ہے۔ یہ تمہارے بداعمال ہی تم کو عذاب میں گراتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۲۶-۲۳۶ طبع جدید)

مخفی گناہوں سے بچو

"جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا تو قصور نہیں۔ بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے یہ کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے۔ اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتہ نہیں لگتا۔ مگر مخفی گناہ دراصل ظاہر کے گناہوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے مگر بعض ایسی مخفی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامنگیر ہو رہا ہے۔ ایسا ہی تپ دق ہے کہ ابتداء میں اس کا پتہ بعض دفعہ طبیب کو بھی نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ بیماری خوفناک صورت اختیار کرتی ہے ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اُسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رحم کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشمس) اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ لیکن تزکیہ نفس بھی ایک موت ہے۔ جب تک کہ کل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیہ نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ رہتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۸۰-۲۸۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۶ شہادت ۱۳۷۴ ہش

پس پردہ کون سے عوامل کارفرما ہیں

یوں تو دنیا کے ہر خطے میں کسی نہ کسی رنگ میں کشیدگی بد امنی اور بے چینی کی لہر پائی جاتی ہے بلکہ بعض جگہ فرقہ پرستی اور غنڈہ گردی بھی ہے۔ تاہم ہر ملک میں مناسب حال قوانین موجود ہیں جن کو بروئے کار لاکر بدامنی کی فضا کو امن میں تبدیل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اتنا ہی نہیں بلکہ ملک اور سماج دشمن عناصر پر کڑی نگاہ رکھی جاتی ہے۔ مجرم خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو عدلیہ کے سامنے پیش ہوتا ہے اور قانون جو بھی سزا مقرر کرتا ہے اُس کی تعمیل کی جاتی ہے۔ لیکن پوری تحقیق اور چھان بین کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور یہی انصاف ہے۔ خواہ مخواہ کسی شہری کو تنگ نہیں کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ممالک میں سنگین جرائم کم ہوتے ہیں اور حکومتیں بھی اپنی میعاد پوری کرتی ہیں۔

لیکن افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک ایسا بھی بدقسمت ملک ہے کہ ابتداء سے لیکر اب تک۔ جو بھی حکومت برسر اقتدار آئی اپنی مقررہ میعاد پوری نہ کرسکی یا تو اُس کی جگہ مارشل لاء لگا یا پھر دوبارہ الیکشن ہوا۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ ایسا کیوں ہوتا چلا آرہا ہے اس بارے میں پاکستان کے باشعور عوام بھی باوجود علم رکھنے کے خاموش ہیں اور سیاست دان بھی بخوبی واقف ہیں کہ پس پردہ کون سے لوگ کارفرما ہیں۔ فوج کا کام تو ملک کا دفاع کرنا ہوتا ہے نہ کہ حکومت کرنا لیکن جب حالات حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں تو فوج کو مجبوراً آگے آنا پڑتا ہے۔ لہذا ضرور کوئی ایسا عنصر ہے جو کہ موقعہ کی تاڑ میں رہتا ہے اور ہر اُس حکومت کو جو اُس کے موافق نہ ہو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ

یہ کھیل رچانے والے کون ہیں؟ یہ کونسا گروہ ہے جو شروع سے پاکستان کا دشمن رہا ہے۔ اور آج یہ گروہ اتنا ابھر کر سامنے آیا ہے کہ موجودہ حکومت کے لئے وبال جان بن چکا ہے حکومت کی کچھ پیش نہیں جاتی ہے کہ اس کو غنڈہ گردی اور ظلم و بربریت سے روک سکے۔ پچھلے چند ماہ سے کراچی کا شہر قتل و غارت کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ باوجود پولیس اور ریزرو فورسز کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جاسکا کھلم کھلا دن دھاڑے وارداتیں ہوتی ہیں مسجدوں اور امام باڑوں پر بموں اور گولیوں سے بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ اسی لئے مسجدوں اور امام باڑوں پر بھی پولیس کے پہرے لگا دیئے گئے ہیں اور حکومت کی ساری مشینری کراچی شہر کے کنٹرول میں لگی ہوئی ہے اور بازار بند پڑے ہیں حتی کہ وہاں کے تاجروں اور صنعت کاروں نے بھی معصوم لوگوں کی جانیں تلف ہونے پر ہڑتال کی اور ہر طرف سے ہائے افسوس ہائے افسوس کی صدا بلند ہو رہی ہے اخبارات بھی متواتر کراچی کی خبریں شائع کرتے رہے ہیں۔ حکومت کے اعلیٰ آفیسران نے بھی ان ہلاکتوں اور اموال کی تباہی پر افسوس اور ندامت کا اظہار کیا ہے۔ دنیا بھر کے میڈیا نے بھی کراچی کے واقعات پر اظہار افسوس کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود گہرائی سے یہ نہ سوچا گیا کہ پردے کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما ہیں وہ کون سے لوگ ہیں جو یہ کھیل کھیل رہے ہیں خدارا ذرا غور کریں اور سوچیں کہ کہیں وہی لوگ آج کے حالات کے ذمہ دار تو نہیں؟ جنہوں نے ہمیشہ مذہب اور شریعت کی آڑ میں ایک معصوم اور ملک کی وفادار جماعت جماعت احمدیہ کو بلاوجہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور اُس کے خلاف ایک سازش کے تحت ملک کے قوانین میں ترامیم کرائیں حتی کہ اس کے خلاف آرڈیننس بھی جاری ہوا۔ وہ کون تھے جنہوں نے ۱۹۷۴ء کا ترمیمی قانون پاس کرکے اور اُس وقت کے وزیراعظم کو کہا کہ ہم اپنی داڑھیوں سے تمہارے بوٹ کی پالش کریں گے۔ تم احمدی جماعت کو غیر مسلم قرار دو۔ ہاں یہی لوگ آج اس بات کے سخت مخالف ہیں کہ ۱۹۷۴ء کے آئین کو سرے سے ختم کیا جائے اور یہی آئین موجودہ حکومت کے لئے بھی دردِ سر بنا ہوا ہے اور اس کے بدلنے میں اب تک اتفاق نہیں ہو رہا ہے۔

اسی کے پیش نظر آج یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ شیعہ فرقے کو بھی احمدیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے نیز ذکری فرقہ کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے کہ انہیں بھی غیر مسلم قرار دیا جائے۔ لہذا حالات کیوں نہ خراب ہوں۔ غنڈہ گردی میں کیوں نہ اضافہ ہو مساجد اور امام باڑوں پر کیوں نہ حملے ہوں۔ قتل و غارت کا بازار کیوں نہ گرم ہو۔ دن دھاڑے مساجد پر حملے کیوں نہ ہوں معصوم لوگوں کا قتل کیوں نہ ہو۔ اسمگلنگ کیوں نہ ہو نشہ کا کاروبار کیوں نہ ہو۔ قومی لسانی گروہی تصادم کیوں نہ ہو۔ اُس وقت حکومت کہاں تھی جب پاکستان میں احمدی مساجد سے کلمہ طیبہ مٹایا جا رہا تھا۔ کس کے اشارے پر احمدی مساجد اور احمدی گھروں میں قرآن مجید کے نسخوں کو پیروں تلے روندا گیا اور احمدیوں کے مکانات دوکانات نذر آتش کئے گئے۔ اور احمدیوں کو مارا پیٹا گیا۔ احمدیوں کو شہید کیا گیا احمدیوں کے خلاف بائیکاٹ کیا گیا آخر کون سے عوامل کارفرما تھے کیا حکومت وقت کو اس چیز کا علم نہ تھا بلکہ بہت سے کام تو اس عنصر نے گورنمنٹ سے کروائے ہیں

مثال کے طور پر احمدیوں پر بہت سی پابندیاں لگائی گئیں کس جواز کے پیش نظر انہیں اسلامی اصطلاحیں استعمال کرنے سے روکا گیا۔ السلام علیکم کی دُعا ایک دوسرے کو دینے پر سزا دی گئی کلمہ پڑھنے پر سزا دی گئی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کرنے پر سخت سزا دی گئی۔ لاؤڈ اسپیکر لگا کر جلسہ کرنے سے یا اذان دینے پر سزا دی گئی۔ خوشیاں منانے سے احمدی جماعت کو روکا گیا بتائیں تو سہی کہ جماعت کے طلباء کو ہوسٹلوں سے کس نے نکلوایا ہونہار احمدی طلباء کو کس نے گولیوں کا نشانہ بنایا انعام یافتہ احمدی ڈاکٹروں کو کس نے قتل کروایا۔ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں سے کس نے احمدی افراد کو ہٹایا کیا قصور تھا جماعت کے افراد کا کس جرم کی پاداش میں یہ ظلم و ستم روا رکھا گیا صرف اتنا قصور تھا کہ جماعت احمدیہ اس بات کی قائل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور خدا کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی بعثت ہونی تھی وہ ہو گئی ہے اور کیا اختلاف ہے۔ اور ان کی کیا خطاء ہے ثابت تو کریں۔

لیکن آج تک حکومت پاکستان اس سلسلے میں لاجواب اور خاموش ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ارشادِ نبویؐ
الصَّبرُ رِضاً
(صبر راضی بقضا ہونے کا نام ہے)
(منہاج نبوۃ)
یکے از ارکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ ۔ بیسنگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

بانی پولیمرز
کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

خطبہ جمعہ

جھوٹ کے خلاف جہاد ایک بہت ہی بڑا اور بنیادی جہاد ہے۔ کل عالم میں

جماعت احمدیہ کو اور ان کو جو داعی الی اللہ بننے کے دعویدار ہیں خصوصیت سے جھوٹ کے خلاف پہلے اپنے نفس میں جہاد کرنا ہے!

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۳ر فروری ۱۹۹۵ء مطابق ۳ر تبلیغ ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

الحمد للہ یہ آج رمضان المبارک کا پہلا جمعہ ہے جس کے خطبے میں تمام دنیا کی جماعتیں شامل ہو سکتی ہیں یا ہو رہی ہیں اور جب تمام دنیا کہتا ہوں اور واقعۃً ساری دنیا ہی مراد ہے۔ کچھ پہلے ایسے حصے تھے جن تک ہمارا پیغام پوری طرح نہیں پہنچ رہا تھا۔ بعض جگہ قانونی مجبوریاں تھیں مثلاً ماریشس میں۔ لیکن اللہ کے فضل کے ساتھ حکومت نے باقاعدہ ڈش انٹینا کی اجازت دے دی ہے۔ اور گزشتہ جمعہ میں جماعت بڑے ذوق شوق کے ساتھ اپنے پہلے اجتماعی خطبہ جمعہ میں شامل ہوئی جو ڈش انٹینا کے ذریعے وہاں دکھایا جا رہا تھا اور اس پر مجھے کسی نے لکھا کہ آئے تو بڑے ذوق شوق سے تھے لیکن نکلتے ہوئے کئی بہت سوں نے مایوسی کا اظہار کیا کہ ہمارا نام نہیں آیا۔ میں تو نہیں مانتا کہ اس رپورٹ کرنے والے نے سچی رپورٹ کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماریشس کی جماعت کو میں جانتا ہوں، بہت مخلص جماعت ہے وہ اپنے نام کی خاطر اکٹھے نہیں ہوئے تھے بلکہ خدا کے نام کی سر بلندی کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ اس بات پہ خوش تھے کہ آج خلیفہ وقت کی زبان میں براہ راست اللہ کا ذکر سننے کو ہمیں مل رہا ہے اور ہم اس اجتماعی نظارے میں ایک جزو بن چکے ہیں۔ جو دنیا میں ہر طرف پھیلتا چلا جا رہا ہے کہ ایک آواز ایک جگہ سے اُٹھ رہی ہے، ایک تصویر ایک جگہ بن رہی ہے اور ساری دنیا ان آوازوں کو سن رہی ہے اور ان تصویروں میں شریک ہو رہی ہے۔ پس اس خوشی سے وہ خوش تھے اور یہ الزام ہے جماعت ماریشس پر کہ وہ مایوسی کا شکار ہو کر واپس گئے۔ کسی ایک آدھ شخص کے دل میں یعنی شکایت کرنے والے کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہو گا مگر میں جماعت ماریشس کے متعلق یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

جہاں تک ذکر کا تعلق ہے اب تو یہ ہماری حد استطاعت میں ہی نہیں رہا۔ روزانہ مختلف علاقوں سے رپورٹیں آ رہی ہیں کہ اب یہاں بھی ڈش انٹینا لگ گیا، وہاں بھی لگ گیا۔ یہاں بھی جماعت کی طرف سے اجتماعی انتظام ہوا، جہاں اجتماعی انتظام نہیں ہے وہاں انفرادی طور پر گھروں نے اپنے دروازے کھول دیئے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا گھر تو مسجد بن گیا ہے۔ آج کل یہ مسجدیں جو بن رہی ہیں خدا کے ذکر کے لئے یہ زیادہ معمور ہیں کیونکہ رمضان کا مہینہ ہے اور رمضان میں وہ چہرے بھی دکھائی دینے لگتے ہیں جو بالعموم یا باقاعدہ روزمرہ نماز میں دلچسپی نہیں لیتے یا اپنے گھروں میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور مسجدیں ان سے دور ہوتی ہیں اس لئے عادت نہیں رہتی ان کو۔ لیکن رمضان کے دنوں میں تکلیف اُٹھا کر بھی دور دور سے جہاں بھی مسجد میسر ہو وہاں پہنچتے ہیں تو اللہ ان کو بھی ان کی نیکی کی جزا دے۔

ایسے موقع پر جبکہ سننے والوں کی تعداد اور دیکھنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہو اس وقت بہت سی باتیں کہنے کی ایسی ہوتی ہیں جو میں اپنے ذہن میں کھنگالتا رہتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ یہ بھی کہوں گا وہ بھی کہوں گا لیکن وقت بہت تھوڑا ہے اور اس لئے کچھ ترجیحات بنا کر بعض باتیں کہنی پڑتی ہیں بعض چھوڑنی پڑتی ہیں مگر بعد میں یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

سب سے پہلی تو میں یہ درخواست کروں گا کہ دعا کریں کہ رمضان کی برکت سے آنے والے دائمی ہو جائیں اور ان کے جمعے بھی دائمی بن جائیں تاکہ ہمیں یہ گھبراہٹ نہ ہو کہ کل آئے تھے آج نہیں ہیں۔ کل جو باتیں ہم نہیں کہہ سکے تھے آج کہیں گے بھی تو یہ شامل نہیں ہوں گے۔ اس لئے جہاں تک مجبوریاں ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی مجبوریاں دور فرمائے جہاں تک سستیاں اور غفلتیں ہیں اللہ رمضان کی برکت سے ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور نیکیوں کا ذوق پیدا ہو اور "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کا عہد ان کے اوقات پر بھی سچا ثابت ہو۔

وقت کے متعلق جو کہا جاتا ہے وقت نہیں ہے، یہ محض ایک لاعلمی کا محاورہ ہے۔ ہر شخص کے پاس وقت ہوتا ہے مگر ترجیحات الگ الگ ہوتی ہیں۔ بعضوں کے لئے وقت دنیا کے ٹیلی ویژن کے لئے ہے، بعضوں کے لئے دنیا کی دلچسپیوں میں ہے، مجالس میں جانے کے لئے ہے مگر دین کے کاموں میں آنے کے لئے نہیں ہے۔ یہ مطلب تو نہیں کہ وقت نہیں ہے مراد یہ ہے کہ ترجیحات مختلف ہیں۔ بعض لوگ تو دینی معاملات میں ایسی دلچسپی رکھتے ہیں کہ بعض جگہوں سے غریب ہیں کہ ایک گاؤں چھوڑ کر جہاں بجلی جا رہی تھی مرد عورتیں اور بچے پیدل بھاگے ہیں دوسرے گاؤں کہ شاید وہاں بجلی ہو اور وہاں ہم دیکھ سکیں۔ تو یہ ترجیحات کی باتیں ہیں اور جس کا وقت دین کے لئے زیادہ ہو وہی وقت ہے جس میں برکت ڈالی جاتی ہے۔ وہی وقت ہے جو اللہ کے حضور وقت لکھا جاتا ہے ورنہ گھڑیوں کے وقت تو ہر کس و ناکس پر چلتے ہیں۔ ہر مذہب والے اور ہر لامذہب پر چلتے ہیں۔ ان سے درحقیقت وقت کی قیمت نہیں ناپی جاتی۔ یہ سپیس ٹائم (SPACE TIME) کا تصور ہے۔ جو ہر چیز پر یکساں گزرتا ہے خواہ وہ زندہ ہو خواہ وہ مردہ ہو۔ مگر جس وقت کی میں بات کر رہا ہوں یہ وہ وقت ہے جو اپنے خالق کے ساتھ ایک شعوری کوشش سے تعلق قائم کرنے میں خرچ ہوتا ہے۔ باشعور کوشش کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اپنے رب کو راضی کروں، ایسی باتیں کروں جو اس کی محبت جیتنے والی ہوں، ایسی باتوں سے پرہیز کروں جو اس کی ناپسندیدگی کا مظہر بنیں اور ناپسندیدگی پیدا کرنے والی ہوں۔ یہ جد و جہد ہے

جس جدوجہد میں جو وقت خرچ ہو وہ وقت ہے۔ اور اس کے سوا جو باتیں ہیں وہ تو گزر رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ انسان کو جو کچھ بھی اللہ عطا فرماتا ہے یا وہ کنجوسی سے روک رکھتا ہے، یا وہ اپنے اوپر اور اپنے بچوں پر خرچ کر لیتا ہے یا وہ خدا کی خاطر اس کے ان کاموں پر خرچ کرتا ہے جن سے اللہ راضی ہو۔ فرمایا جو پہلے دو کام ہیں جن پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ وہ تو موت کے ساتھ یہیں مٹی میں مل جائیں گے اور پیچھے رہ جائیں گے اور اس کا مال اس کا مال نہیں رہے گا۔ جو کھالیا وہ ختم ہو گیا جو روک رکھا وہ اس کے کام کا نہیں، اس کے کسی کام بھی نہیں آسکتا۔ نہ اس دُنیا میں نہ اُس دُنیا میں۔ لیکن جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے وہ آگے بھیجا جاتا ہے اور وہی اس کا مال ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ اس پہلو سے وقت کو بھی دیکھیں تو وقت وہی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہو کیونکہ وہ وقت آگے بھیجا جائے گا اور وہ وقت جسے ہم ضائع کر بیٹھے ہیں وہ مٹی میں مل جائے گا اس کی کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ پس دنیا کے کام تو ہیں لیکن دُنیا کے کام بھی اگر اللہ کی رضا کی خاطر اس نیت سے کئے جائیں کہ دین کے کاموں میں سہولت پیدا ہو اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی استطاعت ہو اور حقوق ادا کرنے کی توفیق ملے جس میں بیوی بچوں کے حقوق بھی ہیں عزیزوں اور اقرباء کے حقوق بھی ہیں۔ عام غرباء کے حقوق بھی ہیں تو اس نیت سے اگرچہ بظاہر انسان دُنیا میں وقت خرچ کر رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نسخہ ہمیں سمجھا دیا کہ ایسے اوقات در اصل خدا کے نزدیک دین میں خرچ ہونے والے اوقات کے طور پر لکھے جائیں گے۔

تو اس پہلو سے ہمیں اپنے اوقات پر بھی اس رمضان میں نظر کرنی چاہیئے۔ کتنے اوقات ہم زیادہ سے زیادہ اللہ کے لئے نکال رہے ہیں۔ یعنی پہلے جو کسی اور مصرف میں آیا کرتے تھے اب ہم خدا کی خاطر انہیں نکال کر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد کیا ہے۔ بعض لوگ تہجد پر اُٹھتے ہیں بعض لوگ جو نمازیں نہیں پڑھتے تھے وہ نمازیں شروع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ بعض بدیوں سے پرہیز کرتے ہیں مگر تابہ کے۔ کب تک ؟ کیا رمضان گزرنے کا انتظار کرتے ہیں کہ رمضان گزرے تو آرام سے سوئیں۔ تہجد کی مصیبت سے نجات ملے۔ کیا رمضان گزرنے کا انتظار کرتے ہیں کہ رمضان گزرے تو وہ نیکیاں جو ہم نے خواہ مخواہ اپنے اوپر چڑھا لی تھیں ان کا غازہ اُتار پھینکیں اور اپنی اصلیت کی طرف واپس آجائیں۔ اگر یہ مقصد ہے اور اس طرح رمضان گزر رہے ہیں تو یہ رمضان گزارنے کے ڈھنگ نہیں ہیں۔ یہ تو بے وقوفی کے سودے ہیں۔ وقتی طور پر کچھ دیر کے لئے لذت ملتی ہے اور ساری کی ساری لذت اگر ایک مصیبت کے طور پر ہے جس نے رمضان کے ساتھ ہی گزر جانا ہے اور کالعدم ہو جانا ہے تو یہ ایک بے وقوفی کا سودا ہے۔ لیکن اگر دیانتداری کے ساتھ کوشش اور جدوجہد اور محنت کے ساتھ رمضان سے استفادہ کرتے ہوئے انسان نیکیوں کی کوشش کرتا ہے تو اگرچہ وہ نیکیاں اسی طرح دائم نہیں رہتیں اور رمضان کے گزرنے کے بعد ان میں کچھ کمی واقع ہو جاتی ہے مگر پہلے سے بہتر حال پر انسان کو چھوڑ جاتی ہیں۔ جو داغ دھوئے تھے وہ اگر اُبھرتے بھی ہیں تو پوری طرح نہیں اُبھرتے، بہت حد تک مٹ چکے ہوتے ہیں۔ اگر کچھ نیکیاں اختیار کی گئی تھیں تو وہ نیکیاں پوری طرح نہیں مٹا کرتیں، کچھ نقوش کو بہتر بنا جاتی ہیں۔ کچھ اللہ کی محبت کے رنگ پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ اگر یہ سلسلہ ہے تو یہ انچ انچ، قدم قدم اور کچھ نہ کچھ سبب توفیق خدا کی طرف بڑھنے کا نظارہ ہے۔ پس اس پہلو سے وہ رمضان ضائع تو نہیں جاتا مگر اس رمضان سے ویسا استفادہ نہیں ہو سکا جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا۔

دُعا کے لئے توجہ چاہیئے۔ دُعا کے لئے ایک گہرا احساس چاہیئے ورنہ ہونٹوں کی دُعائیں تو کسی کام نہیں آیا کرتیں۔ دل کی گہرائی سے اضطراب کے ساتھ اُٹھنے والی دُعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سُنتا ہے۔

پس یہاں بھی مَیں پھر اس دُعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ سب ہم مل کر اپنے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، اپنے اقرباء کے لئے، اپنی نسلوں کے لئے جو ہم پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں اور سب دُنیا کے لئے دُعا کریں کہ یہ رمضان ایسی خیر و برکت لے کر آئے جو باقی رہ جائے اور اگلے رمضان سے جا ملے۔ یہ وہ پل ہیں جو ہمیں تعمیر کرنے ہوں گے۔ ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان یہ نیکیوں کے پل ہیں اور وہ راہیں جو جدا کر دیتی ہیں ایک رمضان کو دوسرے رمضان سے، ان راہوں سے احتراز کرنا ہو گا۔ ان سے اپنے قدم روک کر ان راہوں پر چلانے ہیں جو رمضان کو رمضان سے ملانے والی راہیں ہیں۔ یہ ایک بالارادہ کوشش ہونی چاہیئے۔ جب تک اس کا شعور بیدار نہ ہو اور رمضان کے دوران انسان اپنے نفس کا جائزہ نہ لینا شروع کرے اس وقت تک نہ یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے نہ اس کے نتیجے میں دُعائیں پیدا ہو سکتی ہیں جو در اصل سارے کام بنایا کرتی ہیں۔ پس جب آپ اپنا تجزیہ کریں، اپنے گرد و پیش کا تجزیہ کریں، اپنے بچوں کا تجزیہ کریں وقتی طور پر بہت سے احمدی گھر ہیں جہاں بڑی رونقیں ہوں گی۔ رات کے وقت بچے اُٹھ رہے ہیں اور سحری کے مزے ہیں، پھر افطاری کے مزے ہیں، چہل پہل ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی ذوق شوق سے ضد کرتے ہیں کہ ہم نے بھی روزہ رکھنا ہے۔ یہ اچھی باتیں ہیں مگر ان کے ساتھ نیکی کے مستقل سبق کتنے کتنے ہیں جو دئے جا رہے ہیں۔ کیا کیا ہیں جو دئے جا رہے ہیں۔ کیا ان بچوں کی نماز پر جب آپ نظر ڈالتے ہیں جو رمضان سے وابستہ ہیں تو کیا آپ ان کو ساتھ یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ یہ نمازیں تو مستقل حصہ ہیں جو زندگی کے ساتھ ہیں۔ اب تم نے کچھ توفیق پائی ہے تو آگے بڑھو اور یہ عہد کرو کہ گزشتہ سال رمضان کے بغیر جو دن گزرے تھے۔ ان میں جو نمازیں تم کھو بیٹھے اب آئندہ اگلے رمضان تک وہ نمازیں نہیں کھوؤ گے، مسلسل ان کو جاری رکھو گے۔

پس جب مَیں کہتا ہوں کہ ایک پل تعمیر کریں جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ممتد ہو تو کوئی فرضی قصے نہیں ہیں یہ روز مرہ کے حقائق ہیں جن کی باتیں کرتا ہوں۔ یہ عبادتوں کے پل ہیں جو پہلے نہیں تھے اب آپ نے تعمیر کئے ہیں، ان کو آگے بڑھائیں۔ اگر پل کنارے سے کنارے تک نہ پہنچے تو بیچ میں جہاں بھی پل رکا وہاں غرق ہو جائیں گے۔ پس اگر رمضان آپ کو ایسے کنارے تک پہنچاتا ہے جس کے بعد اچانک نیکیاں غائب اور بدیوں کا پھر از سر نو قبضہ ہے تو یہ تو غرقابی کے پل ہیں، یہ تو نجات کے پل نہیں۔ پس رمضان کی نیکیوں کو پائندگی دینا، ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری کرنا یہ وہ جدوجہد ہے جس میں رمضان آپ کے لئے سراسر خیر و برکت ہے۔ اگر یہ جدوجہد بالارادہ شروع کریں اور یاد رکھیں کہ آپ کے ارادے سے بات نہیں بنے گی جب تک دُعا مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہ مانگیں اس وقت تک یہ جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مگر دُعا کے لئے توجہ چاہیئے۔ دُعا کے لئے ایک گہرا احساس چاہیئے ورنہ ہونٹوں کی دُعائیں تو کسی کام نہیں آیا کرتیں۔ دل کی گہرائی سے اضطراب کے ساتھ اُٹھنے والی دُعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سُنتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اس پر روشنی ڈالی اور

قرآن کے مضامین کی مزید تفاصیل بیان فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بھی اس مضمون پر بہت روشنی ڈالی اور کثرت سے اپنی عارفانہ تحریروں میں بتایا کہ دُعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ کیا باتیں ہیں جو قبولیت دُعا کا تقاضا کرتی ہیں۔ پہلے وہ کرو پھر قبولیت دُعا کی توقع رکھو۔ اس میں سب سے اہم بات اضطراب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ لوگوں کو مضطرب کر دے۔ وہ آنسو خدا کے کس کام کے جو آنکھوں سے بہہ رہے ہوں۔ سیدھا سادہ منہ سے کسی نے کہہ دیا اللہ میاں یہ دے دے تو دے کیوں نہیں دیتا۔ بات یہ ہے کہ دُعا ایک عام ذریعہ طلب نہیں ہے۔ عام ذرائع طلب وہ ہیں جو دُنیا میں خدا تعالےٰ نے قانون قدرت کے طور پر آپ کو مہیا کر رکھے ہیں اور بے شمار ہیں۔ وہ قوانین ہیں جو ہر کھرے کھوٹے، ہر نیک و بد کے لئے خدا کی رحمانیت اور رحیمیت کے چشمے بہا رہے ہیں۔ اور جو خدا کا فیض حاصل کرنا چاہے وہ ان ذرائع کو اختیار کرکے حاصل کر سکتا ہے۔

پس دُعا کے الگ نظام کی ضرورت کیا تھی اس پر آپ غور کریں گے تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ اضطراب کی کیا ضرورت ہے۔ عام طور پر جب آپ کسی کام میں محنت کرتے ہیں، شغف رکھتے ہیں، اس کام سے گہرا دلی تعلق ہوتا ہے تو وہ کام زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ اگر سرسری طور پر کرتے ہیں تو اچھا نہیں ہوتا۔ یہ قانون کس نے بنایا ہے۔ اسی خدا نے جس نے دُعا کا نظام بھی جاری فرمایا ہے۔ ایک آدمی کسی مجلس میں بیٹھتا ہے، سرسری طور پر دلچسپی لیتے ہوئے وہاں موجود رہتا ہے۔ ایک آدمی جان و دل بیچ میں ڈال کر بیٹھتا ہے ان دونوں کے فوائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور فائدے کے لئے گہری توجہ، انہماک اور سچا پیار ہونا ضروری ہے۔ پس اگر دُعا کسی اور قانون کے تابع بنائی جاتی تو اس خدا کی طرف سے نہ ہوتی جس خدا نے دُنیا کا نظام بنایا ہے۔

خدا میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اس کی کائنات میں نظر ڈال کر دیکھو تمہیں کہیں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔ نظر دوڑاؤ، کائنات کی پنہائیوں میں اُتر جاؤ تمہیں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔ پھر دوبارہ نظر ڈالو، تمہاری نظر تھکی ہاری لوٹ کر تمہاری طرف آجائے گی مگر تمہیں خدا کی کائنات میں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔ پس جس خدا نے دنیاوی تدبیر کا نظام جاری فرمایا اور ارب ہا ارب سال ہماری تعمیر کے ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ نظام بہت ہی مؤثر اور کارگر ہے اس نظام میں مرکزی نقطہ توجہ ہے اور کوشش اور جد و جہد ہے جو دلی تمنا کو چاہتی ہے۔ اور دلی تمنا ہو تو اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ دلی تمنا ہو تو جب تک آپ اپنی خواہش کو حاصل نہیں کر سکتے آپ بے چین ہوتے ہیں اور یہ تمنا جتنی بڑھتی ہے اتنا ہی اضطراب بڑھتا ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ دُعا کا نظام اس عام قانون قدرت کے سوا کیوں نہیں بنایا گیا؟ عام لوگوں کو کیوں اس سے محروم رکھا گیا؟ دراصل خدا کی ہستی کے یقین کا سب سے مؤثر ذریعہ دُعا ہے۔ اور خدا کے ساتھ رہنے کا جو محاورہ ملتا ہے وہ دُعا ہی کے ذریعے سمجھ آتا ہے۔ اس کے بغیر یہ محض منہ کی باتیں ہیں۔ کہتے ہیں COMMUNION WITH GOD انگریزی میں بھی محاورہ ہے۔ عیسائی اس پر بڑا فخر کرتے ہیں، اچھا محاورہ ہے مگر محاورہ ہے۔ کیسے خدا کے ساتھ انسان رہ سکتا ہے۔ یہ مضمون دُعا سکھاتی ہے اور رمضان دُعا کے مضمون کو سکھانے کا سب سے مؤثر مہینہ ہے۔ رمضان سے زیادہ دُعا کا مضمون سمجھ نہیں آسکتا۔ لیکن دُعاؤں میں اضطراب ہونا چاہیئے۔ اضطراب اس لئے کہ آپ کی دلی توجہ اس طرف ہو قانون قدرت میں جس طرح آپ کوشش کرتے ہیں ہر اس چیز کے لئے جس کی خواہش ہو یہاں تک کہ جب محبت سے کوشش کرتے ہیں تو بعض دفعہ محبت پاگل پن کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ایسا اضطراب، ایسا جنون، اگر دُعاؤں میں آئے گا تو دعائیں بھی پھل لائیں گی اور اس روحانی نظام میں آپ خدا کی ہستی کے ایسے شواہد دیکھیں گے جو ساری کائنات میں بکھرے ہوئے ہیں لیکن آپ غافل آنکھوں سے اس کو دیکھتے ہیں کیونکہ وہ روزمرہ کا ایک دستور بن گئے ہیں۔ دُعا اس روزمرہ کے دستور سے آپ کے ذہن کو الگ کرتی ہے، ایک ایسا مزید احساس آپ میں پیدا کرتی ہے کہ جہاں آپ جانتے ہیں کہ دُعا اگر سُنی گئی تو یہ کام ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ جہاں سب دوسرے ذرائع ٹوٹ جاتے ہیں۔ سب دوسری راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ "حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

یہ مجھے یاد نہیں کہ الہام ہے یا آپ کا اپنا مصرعہ ہے لیکن کلام الہامی معلوم ہوتا ہے۔ ایسا وقت جب کہ کوئی حیلہ باقی نہ رہے اس وقت اضطراب بھی پیدا ہوتا ہے اور دُعا پر یقین بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب حیلے نہ رہیں تو بے انتہا بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اضطراب اسی کا نام ہے۔ اس وقت جو دُعا کی جاتی ہے اگر وہ مقبول ہو تو انسان کا دل کامل یقین سے بھر جاتا ہے۔ کہ ایک سُننے والی ہستی ہے جس نے میری بات کو سُنا ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ تو اللہ سے تعلق کا ایک پل ہے۔

مَیں ابھی پل کی بات کر رہا تھا کہ جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ممتد ہوتا ہے یہ رمضان سے رمضان کو ملاتا تو کوئی مقصد نہیں مگر یہ وہ پل ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے یہی اصل مقصد ہے۔ یہ خدا تک پہنچنے کا جو پل ہے یہ دُعا ہے جو آسمان تک پہنچتی ہے اس کا جواب آتا ہے انسان یقین سے بھر جاتا ہے کہ میرا ایک خدا ہے۔ لیکن اضطراب کے ساتھ اگر یقین نہ ہو تو وہ دُعا بے کار ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ اضطراب ہے لیکن یقین نہیں ہے اور اضطراب ہے مگر محبت نہیں ہے اور خدا کا گہرا تصور اور خدا کی قدر دل میں نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسی دُعائیں بھی کرتے ہیں ان کو مَیں سمجھانا چاہتا ہوں بات کھول کر اچھی طرح ان پر یہ بات روشن کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا اضطراب مسلّم، تسلیم ہے کہ آپ اضطراب کی حالت میں خدا کو پکارتے ہیں ایک لڑکا کہتا ہے اے خدا اتنی دیر ہوگئی میرے پرچے خراب ہو رہے ہیں اس دفعہ مجھے پاس کر دے۔ ایک انسان ہے جو یہ کہتا ہے کہ اے خدا روزی کا کوئی ذریعہ نہیں، فاقے مر گیا، بار بار تیرے حضور ماتھا رگڑتا ہوں، کوئی جواب نہیں آتا۔ تو کیسا خدا ہے ایک طرف کہتا ہے "اذا سالک عبادی عنی فانی قریب" اے محمدؐ وہ تجھ سے میرے بندے سوال کرتے ہیں کہ مَیں کہاں ہوں "انی قریب" مَیں پاس ہوں تو وہ کون سا خدا تھا جس نے یہ اعلان کیا ہماری دُعائیں تو نہیں سُنی جا رہیں۔ یہ جو اضطراب ہے اس کا تجزیہ کرکے اسے حقیقی اضطراب سے الگ کرنا ہوگا جو اضطراب خدا سے ملانے والا ہے۔ یہ وہ دُعائیں ہیں جو شدید اضطراب میں اگر مقبول ہو بھی جائیں تو خدا سے نہیں ملاتیں بلکہ نفس پرستی کی دعائیں ہیں۔ اپنے نفس سے ملاتی ہیں اور انسان واپس اپنے نفس کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

پس اللہ تعالےٰ اس کی مثال دیتا ہے فرماتا ہے کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اضطراب حقیقی ہے اور اس وقت بعض لوگ یہ یقین کر لیتے ہیں کہ خدا کے سوا اب کوئی نہیں جو بچانے والا ہو۔ جب یہ اخلاص عارضی اخلاص بھی پیدا ہو جائے تب بھی ہم ان کی دُعاؤں کو سُن لیتے ہیں لیکن جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کشتیوں میں سوار طوفان کی لہروں کے رحم و کرم پر ہیں کسی لمحہ بھی وہ طوفان ان کو غرق کر سکتے ہیں۔ جب مخلصین ہو کر مجھے پکارتے ہیں اضطراب کے ساتھ، تو مَیں جواب دیتا ہوں ان کے طوفان کو امن کی حالت میں بدل دیتا ہوں۔ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اپنے اپنے کناروں پر پہنچتے ہیں مگر اپنے اضطراب کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اپنی دُعاؤں کو، اپنے خدا کو بھی پیچھے [illegible]

چھوڑ جاتے ہیں اور پھر شرک کی طرف اور اپنی پرانی بدیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگ جن کا اضطراب اللہ کے لئے نہ ہو یا حقیقت میں اللہ سے تعلق کے لئے نہ ہو بلکہ اپنی خود غرضی کے لئے ہو ان کا اضطراب بعض دفعہ کبھی کبھی ان کو ان کا مدعا دلا بھی دیتا ہے مگر مدعا جو ہے وہ عارضی اور ایک مادی دنیاوی مدعا ہوتا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھتے اس لئے وہ دعائیں سنی بھی جائیں تو اللہ کی طرف نہیں لوٹتے۔

ایسے طالب علموں کو آپ سوچ لیجئے تصور کریں آپ کے طالب علمی کے زمانے میں ایسے بہت سے طلباء ہوں گے جو ادھر امتحان آیا ادھر مسجدوں میں پہنچنے شروع ہو گئے۔ ادھر امتحان ختم ادھر مسجدوں سے چھٹی۔ دعاؤں کے خطوط شروع ہوئے، جب امتحان قریب آگیا، امتحان گزرا تو اس مصیبت سے نجات۔ یہ جو تعلق ہیں یہ وہ اضطراب نہیں جس کے متعلق خدا وعدہ کرتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا کیونکہ اس کی تشریح خود بعد میں پھر بیان فرما دی، فرمایا کہ جب میں تمہیں پکارتا ہوں تم بھی تو جواب دیا کرو۔ تم بھی تو میرے لئے موجود ہو۔ اب ایک طرف وہ خدا ہے جو بعض لوگوں کے تصور میں وہ الہ دین کے چراغ کا جن ہے جب جی چاہا بلا لیا جب چاہا اس کو واپس کالعدم کر دیا گویا وہ ہے ہی نہیں۔ یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ جب اضطراب ہو تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے مالک ہے کوئی تمہارا غلام جن تو نہیں جو کسی لیمپ میں قید ہوا ہو۔ پس دعا وہ چراغ نہیں ہے جو الہ دین کا چراغ کہلاتا ہے۔ دعا وہ چراغ ہے جو دلوں میں نور بن کے روشن ہوتی ہے اور مستقلاً رہتی ہے پھر کبھی نہیں چھوڑتی۔ اور اس مثال کو قرآن کریم نے نور کے لفظ سے بیان کرتے ہوئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو وہ نور بیان فرمایا جو خود بھی روشن جس پر خدا کا شعلہ عشق نازل ہوا ہے اور اسے منور کر گیا ہے اور دوسروں کو بھی منور کرنے والا ہے وہ ایسا نور ہے جو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتا ہے اس گھر کو روشن کر دیتا ہے پھر سینہ بہ سینہ چلتا ہے دوسرے گھروں کو بھی روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ تو وہ ایسا نور تو نہیں ہے جو پیچھے چھوڑ دیا جائے اور غائب کر دیا جائے۔

اس لئے دعا کو اگر آپ سچے معنوں میں سمجھیں تو یہ رمضان آپ کے لئے دائمی برکات لے کر آیا ہے جو آپ کے پاس چھوڑ جائے گا۔ دائمی برکات کو لایا ہے ضرور اس میں تو کوئی شک نہیں۔ ہر رمضان ایسا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آسمان سے رحمتیں لے کر خدا سماء الدنیا میں اتر آتا ہے اور خود طلب کرتا ہے کوئی ہے مانگنے والا تو میں آیا ہوں، تمہیں دوں گا۔ ایسے مانگنے والے چاہئیں جو عطا کرنے والے کا مزاج تو سمجھیں یہ تو پتہ کریں کہ وہ آیا ہے تو کیسے دے گا۔ کیا ہر پکارنے والے کی منہ کی پکار کا جواب دے گا جب کہ وہ پکارنے والا جب خدا اسے پکارے گا تو منہ موڑ کر دوسری طرف چلا جائے گا، ہرگز نہیں۔ ایسا خدا تو نوکروں سے بھی بدتر ہے جو اس غرض کے لئے آپ کے ذہنوں نے بنا رکھا ہے۔ حقیقی خدا وہ ہے جس کی بندگی کی جاتی ہے اور "واذا سالک عبادی عنی فانی قریب" میں لفظ عبادی میں یہ کنجی رکھ دی گئی ہے۔ میرے بندے جو ہیں، شیطان کے بندے نہیں۔ میرے بندے بن کر رہیں جن کو میری ذات پہ کامل یقین ہے ان کو بتا دے کہ میں تو ہر وقت ان کے ساتھ ہوں اور اپنے بندوں کو کبھی نہیں چھوڑتا لیکن بندہ کبھی تو آقا کو نہیں چھوڑتا۔ بندہ تو آقا کو چھوڑ سکتا ہی نہیں یہ مضمون ہے جس کی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہئے کیونکہ بندہ تو غلام کو کہتے ہیں۔ عبد غلام کو کہتے ہیں اور آقا کو تو اختیار ہے جب چاہے غلام کو چھوڑ دے غلام کو اختیار ہی نہیں ہے تو اگر ایک انسان اپنے لئے ایک ایسی حالت پیدا کر لے کہ اللہ کی محبت اور اطاعت کی زنجیروں میں ایسا جکڑا جائے کہ اسے چھوڑ نہ سکے۔ ہر ابتلاء کے وقت وہ اپنے آپ کو آزما کے دیکھے اور اس کا دل یہ کہے کہ ہاں میں دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں۔ مگر اس خدا کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ایسا شخص اگر گناہ اور لغزش میں بھی مبتلا ہو جائے تو یہ اس کی عبودیت کا انکار نہیں ہے۔ لیکن وہ امتحان پھر بھی پیش آئیں گے جہاں عبودیت کا انکار بھی ہو سکتا ہے اس کے عبد ہونے کا انکار بھی روشن ہو سکتا ہے۔ ایک غلام جس کے اوپر مالک کو یقین ہو کہ ہے تو میرا۔ اگر غلطیاں بھی کرتا ہے تو مسکرا کر بعض دفعہ معمولی سرزنش کے ساتھ بھی اس کو معاف کر دیتا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ ہر دفعہ جب میری آنکھ اس کے لئے میلی ہوئی تو اس کا دل بھی میلا ہوا اور ہر دفعہ جب میں نے صرف نظر کی تو یہ اپنی ذات سے کھویا گیا۔ اس قدر بے چین ہوا کہ اس نے میری عدم توجہ کو محسوس کیا۔ ایسا آقا اس غلام پر بار بار بھی رحم فرماتا ہے لیکن دائمی حالت غلامی کی حالت ہونی چاہئے۔ وہ زنجیریں ایسی ہوں جو کبھی ٹوٹ نہ سکیں اور بعض ایسے ابتلاء انسان پر آتے ہیں جب کہ اس کے لئے دو ٹوک فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہاں ایک ذریعہ میسر ہے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے اور ایک ذریعہ ہے جو دعا ہے۔ کیا میں دنیاوی ذریعے کو جو مجھے نظر آ رہا ہے کہ میں اختیار کروں تو کچھ نہ کچھ نتیجہ نکل سکتا ہے، اسے اختیار کروں یا چھوڑ دوں اور محض دعا پر انحصار کر دوں۔ وہ دعا ہے جو اس کے غلام ہونے کو ثابت کرتی ہے وہ دعا ہے جو بتاتی ہے کہ اس کا ایک آقا ہے جس سے تعلق ٹوٹ نہیں سکتا۔ پھر وہ یہ عرض کرے گا اپنے رب سے کہ میں نے تو دنیا کے سب رشتے توڑ دیئے ہیں تو ہے تو میں ہوں، تو نہیں ہے تو میرا کوئی وجود نہیں۔ تو ہے تو میرے سارے مسائل حل ہوں گے۔ تو نہیں ہے تو میرا کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تو دنیا کی کشتی کو چھوڑ کر تیری کشتی میں آچکا ہوں۔ اس لئے تو میرے لئے ہو جا اور اپنے وجود کو میری ذات پر ظاہر فرما۔ یہ وہ دعا ہے جو ضرور مقبول ہوتی ہے جب انسان ایسا دعا کرنے والا آزمائش پر پورا اترتا ہے تو عجیب استجابت کے جلوے دیکھتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر وہ خدا کو غیب سے ظاہر ہوتا ہوا اور شہادہ میں آتا ہوا دیکھتا ہے۔ پس یہ واقعہ تو روزمرہ کی زندگی میں ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ان تجارب سے گزرتے ہیں وہ جانتے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ایسا ہوتا ہے مگر رمضان میں یہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں تو اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پس اپنے اور اپنے بچوں کا شعور اس پہلو سے بیدار کریں۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بتائیں کہ یہ دعائیں کرنے، دعائیں سیکھنے اور خدا کی ہستی کا ایک ذاتی تعارف حاصل کرنے کا موقع ہے۔ یہ مہینہ ایسا ہے جس میں خدا کی ہستی سے ایک غائبانہ تعارف نہیں رہتا بلکہ آمنے سامنے کا تعارف ہو جاتا ہے۔ پس اس طرح اگر آپ اس رمضان سے گزریں گے تو بہت برکتیں ہوں گی جو برکتیں عارضی ہو ہی نہیں سکتیں۔ کیونکہ اگر کسی بڑے آدمی سے کسی چھوٹے آدمی کا تعلق قائم ہو تو پھر وہی بات غلام اور آقا کی نسبت کی کہ غلام تو چھوڑ ہی نہیں سکتا آقا ناپسند فرمائے تو چھوڑ بھی دیتا ہے۔ غلام ہمیشہ پریشان اور فکرمند رہتا ہے کہ کہیں یہ تعلق ٹوٹ نہ جائے۔ تو چھوٹے لوگ جب بڑوں کے درباروں میں رسائی پاتے ہیں تو ان کو فکر ہوتی ہے کہ وہ کہیں نہ چھوڑ دیں۔ جو بڑے ہیں ان کو کیا فکر ہے۔ اگر چھوڑ بھی دیں تو ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہو گی لیکن نہ چھوڑیں تو کچھ تعلق بڑھتا ہی ہے۔

دعائیں کریں اور جھوٹ سے خود بھی نجات حاصل کریں اور اپنی اولادوں کو بھی سچائی پر گامزن کریں۔

پس اس پہلو سے آپ رمضان کی برکتیں وہ حاصل کریں گے اگر خدا کا وجود آپ پر ظاہر ہوا اور دل کامل یقین سے بھر جائے کہ ہم اپنی عمریں ضائع نہیں کر رہے اس کائنات کا ایک خدا ہے جو اس کائنات کے ہر ذرے کا بھی خدا ہے ہر حقیر ترین ذرے کا بھی خدا ہے وہ بھی اگر خدا کا قرب چاہے تو اسے بھی عطا ہو سکتا ہے تو پھر ایک عظیم کائنات پر جلوہ گر رحمت آپ کی ذات پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ وہ محض عالم پر نہیں چمکتی۔ آپ کے دل کو کائنات بنا دیتی ہے اور اس دل میں چمکنے لگتی ہے۔ اس مقصد سے دعائیں کریں اور اس مقصد سے دعائیں سکھائیں اپنی اولاد کو اپنے عزیزوں کو اور اپنے اقرباء کو۔

اور اس ضمن میں میں داعیین الی اللہ کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو مستقلاً خدا کا بنا دینے کا ایک بہت ہی اچھا وقت ہاتھ میں آیا ہے۔ آج کل جو نئے نئے احمدی ہوئے ہیں، دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں، کوئی شرک سے آ رہے ہیں، کوئی دہریت سے آ رہے ہیں کوئی دوسرے مسلمانوں سے چلے آ رہے ہیں جنہوں نے اب اسلام کا حقیقی نور پایا اور دیکھا اور پہچانا ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کے لوگ ہر ملک سے آ رہے ہیں، اور یہ تعداد خدا کے فضل سے دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے ان کو سنبھالنے کا مسئلہ ہوا کرتا ہے اور میں داعیین الی اللہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب رمضان میں ان کو اس طرح سنبھالیں کہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ پکڑا دیں۔ اس سے بہتر سنبھالنے کا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ ہمارے مسائل ایک طرف، سارے روزمرہ کے جھگڑے ایک طرف اور کسی کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں تھما دیا جائے یہ ایک طرف، اس کے بعد خدا اسے پکڑ لیتا ہے اور مضبوطی سے اس کو تھام لیتا ہے۔

اب یہاں مضمون کچھ بدل گیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ چھوڑ دیں تو چھوڑ دیں لیکن اگر آپ خدا کا حقیقی عرفان حاصل کریں تو آپ چھوڑ نہیں سکتے۔ اس کے برعکس اللہ چاہے تو چھوڑ دے لیکن انہی کو چھوڑتا ہے جو اس کا حقیقی عرفان حاصل نہیں کرتے، ایک سرسری تعلق کے لئے اس کے پاس آتے ہیں۔ تو اب میں جو آپ کو بات کہہ رہا ہوں درحقیقت اس میں تضاد نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان دنوں میں ان کا ہاتھ تھما دیں پھر وہ خدا اس کو سنبھال لے گا۔ کچھ عرصہ ایسا گزرتا ہے جس سے تعلق میں کہ بندہ چھوڑنا بھی چاہے تو خدا ہاتھ نہیں چھوڑتا۔ بعض دفعہ مصافحے میں میں نے دیکھا ہے بعض لوگ جو زیادہ ہی پیار کا اظہار کرنا چاہیں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ کتنے لوگ مصافحے والے کھڑے ہیں ہاتھ میں ہاتھ آجائے تو چھوڑتے ہی نہیں۔ بڑی مشکل سے انگلیاں یوں یوں کر کے نکالنا پڑتا ہے ہاتھ۔ تو یہ تالیف قلب کا دور بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نئے آنے والوں پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ بندوں کو بھی حکم ہے کہ ان کی تالیف قلب کرو۔ یہ ذرا جیتنے کے محتاج لوگ ہیں اور خود بھی تالیف قلب فرماتا ہے اور حیرت انگیز طور پر بعض دفعہ ان کو نشان دکھاتا ہے۔ تو جب اس ہاتھ کی عادت پڑ جائے گی تو پھر یہ بھی نہیں چھوڑ سکیں گے۔ لیکن جب تک یہ ہاتھ اس ہاتھ میں نہ آجائے جو خدا کا ہاتھ کہلاتا ہے اسی وقت تک آپ کے ہاتھوں میں تو محفوظ نہیں ہیں۔ آج ہے کل نکل جائے گا ہاتھ سے۔ آپ کو کب توفیق ہے کہ سارا دن تمام عاملہ بیٹھی روزانہ ان کی فکر کریں مہینے میں ایک دو دفعہ بھی فکر کا آپ کے پاس وقت نہیں رہتا اب تو رفتار بھی بہت پھیل چکی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں اور ہر قوم سے، ہر مذہب سے، ہر زبان بولنے والوں میں سے آ رہے ہیں تو ان کو آپ کیا سنبھالیں گے کیسے کیسے ان کی طرف توجہات کا حق ادا کریں گے

ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ تھما دیں۔ اور رمضان مبارک میں یہ کام ہر دوسرے دور سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں ان کو روزے رکھنے کی تلقین کریں۔ روزے رکھنے کے سلیقے سکھائیں۔ ان کو بتائیں کہ اس طرح دعائیں کرو اور اللہ دعاؤں کو سنتا ہے لیکن اس سے عہد باندھو کہ تم اس کو چھوڑ دو گے نہیں۔ اصل مقصد مذہب کا خدا سے ملانا ہے۔ اگر کوئی مذہب باتیں سکھا جاتا ہے اور قیدوں میں مبتلا کر جاتا ہے مگر خدا کا قیدی نہیں بناتا تو ایسے مذہب کا کیا فائدہ۔ جتنے زیادہ بندھن ہوں اتنا ہی وہ مذہب مصیبت بن جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ بندھن خدا کی محبت کے بندھن ہوں تو پھر وہ مصیبت نہیں وہ رحمت ہی رحمت ہے وہ عشق کے بندھن ہونے چاہئیں۔ پس ہر وہ شریعت جس پر عمل ظاہری ہو وہ ایسی غلامی کے بندھن ہیں جن کے ساتھ اللہ کی محبت کا تعلق نہیں ہے۔ ایسے لوگ ظواہر پرست ہو جاتے ہیں ظاہری چیزوں کے غلام ہو جاتے ہیں ان کی شریعت ان کو کچھ بھی نہیں فائدہ پہنچاتی۔ کورے کے کورے، سخت دل کے سخت دل، انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے عاری، اس دنیا سے گزر جاتے ہیں، کچھ بھی فائدہ ان کو نہیں ہوتا۔

لیکن وہ بندھن اگر خدا کی محبت کے بندھن میں تبدیل ہوں اور اس وجہ سے ہوں۔ اللہ کی خاطر ایک انسان اپنے آپ کو پابند کر رہا ہے اور اس کی محبت کی خاطر کر رہا ہے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ پھر وہ عبد بنتا ہے، پھر وہ غلام ہوتا ہے ورنہ روزمرہ کی ٹکسالی کے طور پر کام کرنے والے کہاں غلام ہوتے ہیں۔ پس اس معنے میں ان کی تربیت کریں، ان کو سمجھائیں اور پھر چھوٹے موٹے روزمرہ کے رمضان کے آداب بھی تو بتائیں۔ روزے کیسے رکھے جاتے ہیں۔ نوافل کیسے پڑھے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس سلسلے میں جو نصیحتیں فرمائیں ان سے کچھ ان کو آگاہ کریں تو رفتہ رفتہ ان کی تربیت ہوگی اور اگر ان کو یہ تجربہ رمضان میں ہو گیا کہ ان کو لیلۃ القدر نصیب ہو گئی یعنی وہ رات آگئی ہے جو رات کہلاتی ہے مگر سب سے زیادہ منور ہے اور سب سے زیادہ روشنیاں اور دائمی روشنیاں پیچھے چھوڑ جاتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہو سکتا ہے وہ آپ کو سنبھالنے والے بن جائیں، آپ کو ان کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں جب ان میں احمدیت میں ان میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے وہ ہر ابتلاء سے اوپر نکل جاتے ہیں کوئی ٹھوکر ان کے لئے ٹھوکر نہیں رہتی وہ یہ نہیں کہتے کہ دیکھو جی فلاں یوں کر رہا ہے اور فلاں نے یہ کہا ہے احمدیت دی اینا یہ حال ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بہتر نمائندہ سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی فکر کرتے ہیں، ان کی تربیت کرتے ہیں، ان کو سمجھاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کی ہمیں آج ضرورت ہے دنیا کو سنبھالنے کے لئے۔ اگر ایسے ہی رہنے دیا گیا کہ ہر وقت آپ ہی ان کو سنبھالے رکھنا ہے تو آپ کی طاقت نہیں ہے یہ سنبھالنا بھی نہیں انہوں نے پھر آگے دنیا کو کیا سنبھالنا ہے اس لئے رمضان سے یہ فائدہ اٹھائیں۔

میں چند احادیث جتنا بھی وقت ہے آج آپ کے سامنے رکھتا ہوں باقی انشاء اللہ آئندہ خطبے میں میں بیان کروں گا اور اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب یہ دو باتیں ہیں جو بیان فرمائی گئی ہیں۔ جھوٹ بولنے سے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے ان میں فرق کیا ہے۔ بعض لوگ تو عادتاً جھوٹ بول دیتے ہیں۔ ایک بات اس کا خاص مقصد حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ صرف اپنی شیخی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ۔ بعض دفعہ دلچسپ بات کرنے کا شوق ان سے جھوٹ بلواتا ہے۔ جو واقعہ نہیں ہوا ہوتا وہ اپنی طرف اپنے تجارب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے نتیجے میں دوسرے کو صرف اتنا دھوکہ لگتا ہے کہ آدمی بڑا ہوشیار ہے مگر اور نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر یہ جھوٹ یہاں نہیں رہا کرتا۔ جو شخص ایسا جھوٹ بولے پھر وہ جھوٹ اس کے عمل میں داخل ہوتا ہے اور اس کی ساری زندگی کو جھوٹا بنا دیتا ہے وہ کمائی جھوٹ کی کرتا ہے وہ خطروں سے بچتا ہے تو جھوٹ کی پناہ میں آکر بچتا ہے۔ وہ تمنائیں کرتا ہے تو اس کی تمناؤں میں جھوٹ اس کا مددگار بن جاتا ہے اور اس کے اعمال میں رچ بس جاتا ہے۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس کی طرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے توجہ دلائی کہ رمضان میں اس بدبخت چیز کو چھوڑو اور اگر اس کو نہیں چھوڑو گے تو یہ رمضان تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

جھوٹ سے نجات حاصل کرنا ایک وقت کے فیصلے کی بات نہیں ہے۔ باشعور طور پر آپکو اپنے ہر فیصلے کی نگرانی کرنی ہوگی

فرمایا اللہ کو کیا دلچسپی ہے کہ تم بھوکے رہو۔ رہو نہ رہو خدا تعالیٰ تو رازق ہے خدا تو احسان کرنے آیا ہے۔ بھوک اگر کسی نیکی کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اگر بھوک خدا کی خاطر ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ سے کوئی تعلق باندھتی ہو تو پھر یہ بھوک پیاری ہے ورنہ فی ذاتہ بھوک کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پکڑیں اور اس نصیحت سے اپنے سفر کا آغاز کریں کیونکہ اکثر جو نو مبائعین ہیں ان کو میں نے سچا ہی دیکھا ہے خصوصاً یورپ میں۔ اکثر لوگ سچ کے ہی عادی ہیں۔ یہ بدقسمتی ہے بعض تیسرے درجے کی دنیا کی جس میں افریقہ بھی شامل ہے پاکستان، ہندوستان بنگلہ دیش۔ ایسے لوگ ہیں بڑا ہی جھوٹ بولتے ہیں اور روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھوٹ کا سہارا لئے بغیر آگے بڑھ ہی نہیں سکتے۔ ان کے سیاستدان بھی جھوٹے، ان کے پولیس کارندے بھی جھوٹے۔ ان کی سول سروس والے بھی جھوٹے ان کے تقویٰ انصاف قائم کرنے والے بھی جھوٹے، ان کے مانگنے والے بھی جھوٹے، ان کے دینے والے بھی جھوٹے۔ اتنا جھوٹ ہے کہ ایسی وبا جھوٹ کی شاید ہی دنیا میں کبھی کبھی دنیا پر بلکہ طور پر اتری ہو۔ تو رمضان کا مہینہ ہے سب سے پہلے وہ لوگ جو ایسے ملکوں سے یہاں آئے ہیں یا دوسرے ملکوں میں گئے ہیں جہاں جھوٹ نہیں ہے وہ پہلے اپنے نفس کی تو اصلاح کر لیں۔ بھوکے رہیں گے اور جھوٹ بھی بولیں گے تو بھوکے رہنا سب کچھ باطل جائے گا۔ مفت کا عذاب ہے گناہ بے لذت ہے یعنی یوں کہنا چاہیئے ثواب ہے جو تکلیف وہ ثواب ہے لیکن ثواب نہیں ملتا۔ ایسا ثواب ہے جو فرضی ثواب ہے تکلیف چھوڑ جاتا ہے ثواب نہیں ہوتا۔ تو اس کا کیا فائدہ۔

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نکتہ بیان فرمایا ہے اس کو سمجھیں گے تو آپ کی زندگی سنور جائے گی۔ آپ اس بات کے اہل ہو جائیں گے کہ دوسروں کو نصیحت کر سکیں۔ آپ کی بات میں طاقت پیدا ہو گی۔ آپ کے گھر کے حالات بھی سنوریں گے۔ روزمرہ جو اپنی بیویوں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اپنے بچوں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ دوستوں یاروں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ بزنس کے معاملات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اور رشتوں کے تعلقات قائم کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ کون سا ایسا زندگی کا آپ کا دائرہ ہے جس میں آپ جھوٹ سے کام نہیں لیتے تو اب رمضان میں اس بدبختی کو پیچھے چھوڑ کر جائیں۔ یہ جو پل ہے یہ ہلاکت کے سمندر میں غرق کرنے والا پل ہے اور اس کو آپ جب تک فنا نہیں کر لیتے آپ کی بقاء پر یہ خطرہ ہمیشہ کھڑا رہے گا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں۔ دعا کریں اور جھوٹ کی لعنت سے خود بھی بچیں اور اگر ایسی قوموں میں آپ تبلیغ کر رہے ہیں جیسا کہ افریقہ ہے، پاکستان ہے، ہندوستان ہے۔ بنگلہ دیش ہے۔ اور دوسری قومیں ہیں جہاں بدقسمتی سے ان کی غربت کفر میں تبدیل ہوئی ہے اور غربت نے سب سے بڑی لعنت جھوٹ کی پیدا کی ہے اور غربت جھوٹ کی لعنت اسی وقت پیدا کیا کرتی ہے جبکہ اخلاقی قدریں کمزور ہو چکی ہوں اور حرص غالب آچکی ہو۔ تو یہ ساری بیماریاں ہیں جنہوں نے مل جل کر ہمارے تیسری دنیا کے ملکوں کا امن اجاڑ دیا ہے کچھ بھی وہاں باقی نہیں رہا۔ کوئی مستقبل کی امید بھی دکھائی نہیں دیتی ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت آتی ہے، وعدے کرتی ہے اور کوشش بھی کرتی ہے کہ کچھ بنے لیکن خود بھی انہی بیماریوں کی پروردہ حکومتیں ہیں جو بیماریاں سارے ملک میں ایک عذاب کی صورت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پس اس کے لئے جھوٹ کے خلاف جہاد ایک بہت بڑا اور بنیادی جہاد ہے۔ کل عالم میں جماعت احمدیہ کو اور ان کو جو داعی الی اللہ بننے کے دعویدار ہیں خصوصیت سے جھوٹ کے خلاف پہلے اپنے نفس میں جہاد کرنا ہے۔ یہ رمضان ختم نہ ہو جب تک ان کا جھوٹ ختم نہ ہو چکا ہو اور کلیۃً جھوٹ سے چھٹکارا پا کر ایک نئی زندگی میں داخل نہ ہو جائیں۔ یہ ہر نصیحت کی جان ہے ہر نصیحت کی ماں ہے اس لئے میں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح میں سے یہ ایک نصیحت سب سے اوپر رکھی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس میں آپ کی فلاح کی ہر کنجی موجود ہے اس لئے دعائیں کریں اور جھوٹ سے خود بھی نجات حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی سچائی پر گامزن کریں اور جھوٹ سے نجات حاصل کرنا ایک وقت کے فیصلے کی بات نہیں ہے باشعور طور پر آپ کو اپنے ہر فیصلے کی نگرانی کرنی ہو گی۔ ہر عذر جو آپ پیش کرتے ہیں اس کی نگرانی کرنی ہو گی۔ ہر بات جو آپ کسی دوست یا تعلق والے کو اپنے خطوط میں لکھتے ہیں اس کی بھی نگرانی ہو گی۔ بسا اوقات مبالغے کی باتیں ہوتی ہیں۔ محبت کے اظہار ہیں جی ہم تو حاضر ہیں ہم تو غلام ہیں لیکن سب جھوٹی باتیں ہیں وہ غلامیاں نفس کی غلامیاں ہوتی ہیں کسی اور کی نہیں ہوتیں تو ہمارے۔ تعلقات کے دائرے میں ایسے جھوٹ بھی ہیں جو مخفی ہیں ہماری اپنی نظر سے غائب رہتے ہیں۔ ہم عذر جو روزانہ بناتے ہیں کئی بار کہ یہ بات ہو گئی تھی اس لئے میں نے یوں کہہ دیا تو بات کہی اس کے بعد اس کی توجیہات شروع کر دیں اور وہ توجیہات جھوٹی ہوتی ہیں۔ تو جھوٹ کے خلاف جہاد بہت بڑا محنت کا کام ہے۔ بڑا جان جوکھوں کا کام ہے

اس لئے جن باتوں کو میں سمجھا رہا ہوں غور سے سنیں اور اس رمضان میں دعاؤں کے ساتھ مدد کرتے ہوئے اپنے نفس کے جھوٹ کے خلاف جہاد کریں پھر اللہ آپ کو ان کی تربیت کی توفیق دے گا جو خدا کے قریب آنے کے لئے خود کئی کئی مشکلات میں سے، کئی مصائب میں سے گذر کر حاضر ہو چکے ہیں۔ اب ان کو آپ نے سنبھالنا ہے ان کی دلداریاں کرنی ہیں ان کی تربیت کرنی ہے اور رمضان یہ بہترین مہینہ ہے تربیت کے لحاظ سے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۱

حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
A ۳۸۸۷	شبیر علی ملا	شوکت علی ملا	بانسرہ
A ۴۴۴۷	مرزا وسیم احمد	مرزا عنایت اللہ	ہرہری
A ۴۶۳۹	نصرت جہاں	عبدالرحیم	آسام
A ۷۷۳۷	سراج احمد منیر	جمیل احمد بھٹی	کلکتہ
A ۸۵۶۴	محمد ارشد ایوب	خورشید عالم	نایال
A ۳۸۸۸	فضل محمود	طارق محمود	کلکتہ

تبلیغی و تربیتی مساعی

جماعت احمدیہ بیدار میں عظیم الشان جلسہ

جماعتوں میں بیداری

دو تبلیغ میں وسعت پیدا کرنے کی غرض سے مورخہ ۱۰ | ۳ | ۹۵ کو جماعت احمدیہ بیدار میں مکرم جمیل احمد خان صاحب کے مکان پر ایک عظیم الشان تربیتی تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ اسٹیج کو خوبصورت رنگ میں سجایا گیا اور لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ بعد نماز مغرب جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم جمیل احمد خان صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد نظم مکرم خالد احمد خان صاحب آف کٹیا نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم شریف احمد خان صاحب آف کٹیا نے سیرت نبی کریمؐ کے مختلف پہلوؤں پر کی۔ موصوف نے قرآن کریم کی آیت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم رسول اللہ کے وسیلے اور آپؐ کے اتباع کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے نتیجہ میں ہی جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ موصوف نے آخر میں نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں ایک نظم مکرم انیس احمد خان صاحب آف بیدار نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ دوسری اور آخری تقریر خاکسار نے تربیتی اور تبلیغی پہلو پر کی۔ خاکسار نے بتایا حضرت مسیح موعودؑ کا آنے کا مقصد قیام شریعت اور احیائے اسلام ہی ہے۔ بعدہ مکرم عارف احمد خان صاحب آف کٹیا، مکرم منور احمد صاحب بیدار، مکرم مولوی حفیظ انیس احمد صاحب آف شاہجہانپور، دو غیر احمدی دوست ہیں نے نظمیں سنائیں۔ بعد ازاں صدر جلسہ مکرم جمیل احمد خان صاحب نے تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد تمام حاضرین جلسہ میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔ جملہ اخراجات مکرم جمیل احمد خان صاحب نے برداشت کئے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرماتے ہوئے بہترین نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔

(شیخ علاء الدین مبلغ سلسلہ)

گیا میں غیر از جماعت کو تبلیغ

از شاہ ناصر احمد صاحب گیا بہار

سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۵ء کو ایک وفد پٹنہ سے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل گیا پہنچا۔ مکرم سید فضل احمد صاحب امیر جماعت بہار، مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ سلسلہ، مکرم وحید الدین صاحب شمس، مکرمہ صوفیہ فضل صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ۔ چنانچہ خاکسار کے مکان پر زیر تبلیغ افراد مکرم نسیم اللہ صاحب طالب علم۔ مکرم غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ریلوے ملازم۔ مکرم صدر الدین صاحب ریٹائرڈ ریلوے ملازم، مکرم اسرائیل صاحب شعبہ نفسیات۔ جناب نسیم خان صاحب ہیڈ ماسٹر، ڈاکٹر علم اللہ صاحب شعبہ اردو سے رات دس بجے تک تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ زیر تبلیغ افراد نے جو بھی سوالات کئے مکرم امیر صاحب اور مولوی صاحب موصوف نے مناسب اور مدلل رنگ میں جوابات دیئے غیر از جماعت افراد بہت متاثر ہوئے۔

اگلے روز بھی خاکسار کے مکان پر احباب جماعت کے ساتھ محترم امیر صاحب نے تبلیغی و تربیتی امور پر گفتگو فرمائی پھر شام کو ایک اور بیٹھک میں غیر از جماعت احباب کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہوتی رہی اللہ کے فضل سے یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج برآمد کرے آمین۔

جماعت احمدیہ ماریشس کیلئے ایک ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ

۱۴ | ۳ | ۹۵ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں لوکل انجمن احمدیہ کے تحت ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم جمیل احمد صاحب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی نے کی اس کے بعد مکرم محبوب احمد صاحب امروہی نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔ بعدہ ماریشس سے تشریف لائے ہوئے معزز مہمانان مکرم شریف احمد صاحب تیجو اور مکرم مختار الدین صاحب تیجو چیف انسپکٹر آف پولیس و صدر مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس نے جماعت احمدیہ ماریشس کے دلچسپ حالات سنائے اور بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ماریشس کو امسال ۱۰۰۰ ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ دیا ہے۔ جس کے پورا کرنے کے لئے جماعت سرگرم ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ابواب فتوحات کھول دے۔ آمین۔ موصوف زیارت قادیان کے لئے خدا کا شکر ادا کیا اور آخر میں احباب قادیان سے دعا کی درخواست کی۔

(مخدوم شریف)

وصیت کی طرف جلدی بڑھیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کے مسئلہ کے بارہ میں فرمایا:

"یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وہ وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔"

(الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

اس لئے احباب جماعت وصیت کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور جو وصیت کر چکے ہیں وہ اپنی وصیت کے معاملات صاف رکھنے میں بھی جلدی کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

بھارت کی درج ذیل جماعتوں نے "یوم مصلح موعودؓ" کے اجلاسات منعقد کر کے بغرض اشاعت رپورٹیں ارسال کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جماعتوں کے ایمان و اخلاص میں برکت عطا فرمائے اور مقبول خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق بخشے۔

جماعت احمدیہ قادیان۔ پینگاڈی۔ سکندرآباد۔ بنگلور۔ کلکتہ۔ پنکال۔ سری نگر۔ عثمان آباد۔ آسرا پورم۔ نرگاؤں۔ کالیتی۔ ساگر۔ بھدرک۔ کیرولائی۔ گورسائی۔ شیموگہ۔ چارکوٹ۔ بانسو چتہ کنٹہ پونچھ۔ شاہجہانپور۔ بلی پورم۔ جمشید پور۔ بھدرواہ۔ دھوال۔ ساہی۔ پینکال۔ کرڈاپلی۔ لجنہ اماء اللہ دہلی۔ بلاری۔ قادیان۔

(ادارہ)

فہرست تحریک وقف نو (بھارت)

قسط ۳

حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۱۰۶۶A	فہیم احمد	محمد امان اللہ	حیدر آباد
۱۰۷۴B	سید شجاعت علی	سید امداد علی	چک ایمرچھ
۵۹۸B	ماریہ شمائیل	شکیل احمد شاہ	شوپیاں
۷۴۸B	شبانہ مبارک	مبارک احمد میر	بھدرواہ
۱۲۲۶B	منصور احمد	محمود احمد پرویز	کالابن
۲۰۲۲B	ملک افضال احمد	ملک محمد اقبال ناصر	بھدرواہ
۴۸۰۲A	مرشد احمد ڈار	فرید احمد ڈار	آسنور
۷۰۹۸A	وسیم احمد بادی	محمد بشیر حوالدار	پٹھانہ تیر
۷۱۰۲A	عبدالواسع	شوکت علی منڈاشی	بھدرواہ
۷۵۹۰A	نصیر احمد	عبدالرشید میر	چارکوٹ
۹۲۸۷A	عادل احمد	عبدالحمید لون	کنی پورہ
۹۲۸۵A	کامران ابراہیم	محمد ابراہیم بھٹی	چارکوٹ
۸۵۱۰A	ھبۃ اللہ نسیم	عبدالقیوم خان	بھدرواہ
〃	راحل خان	〃	〃
۹۴۷۶A	عبدالباسط	عبدالسلام بھٹی	چارکوٹ
۹۴۱۹A	احسان باسط	عبدالباسط بھٹی	بڈھانوں
۹۴۱۲A	امۃ النصر	عبدالرحیم خان	بھدرواہ
۹۴۱۳A	اعجاز احمد بھٹی	نثار احمد اختر بھٹی	چارکوٹ
۲۶۹۲A		غلام نعیم الدین	گلبرگہ
۲۵۲۲A	محمد وجیہ اللہ	محمد نعمت اللہ	بنگلور
۷۶۴B	عائشہ	ایم پی ابراہیم	سکلاش پور کرناٹک
۱۰۵۶B	محمد مصلح الدین	محمد بشیر الدین پٹیل	یادگیر
۱۵۲۷B	مشہود احمد سہیل	محمود احمد گلبرگی	〃
۱۵۲۷B	طاہر احمد	〃	〃
۱۶۰۳B	عبدالحئی ادریس	عبدالقدوس جینا	〃
۱۶۴۳B	عبدالرؤف عابد	عبدالقادر شجیع	〃
۱۷۷۳B	امۃ الباسط	عبدالمنان سالک	〃
۱۸۳۳B	کریم احمد	وسیم احمد	بنگلور
۴۲۰۶B	ناجیرہ تسنیم	مبارک احمد	〃
۳۷۰۷A	شفیق احمد	مبشر احمد منڈا سگھر	ہبلی
〃	مریم صدیقہ	〃	〃
۳۷۱۵A	مامون احمد خان	محمد حبیب خان	بنگلور
۳۸۳۱A	سہیل احمد عاصم	محمد اسماعیل	گرمٹکال گلبرگہ
۴۶۲۲A	عطاء الکریم	ابو شمع	تیماپور
۴۶۲۵A	محمد فاروق	بشیر احمد	سورب
۴۶۳۷A	اقبال احمد	عبدالحمید	〃
۴۶۴۲A	عطاء الرحمٰن شعیب	فضل الرحمٰن	〃
۴۶۴۸A	بلال احمد	منیر احمد	〃
۴۶۵۲A	طاہر احمد اٹوٹی	معین الدین اٹوٹی	یادگیر
۴۶۵۸A	محی عبدالعزیز	سراج الدین	یالگام
۴۶۷۶B	صابرہ صدیقہ	محمد یوسف	منگلور
[illegible]	مجاہد احمد عامر	منیب احمد	[illegible]
۵۹۲۲A	ستارہ طلعت	رفیق احمد طارق	مرکیرہ
〃	قرۃ العین ساجدہ	〃	〃
۷۲۵۹A	طارق احمد ادریس	سید مظہر الحق	شموگہ
۴۶۳۷A	شاہد حمید	عبدالحمید	سورب
۲۲۰۶B	تحسین احمد	مبارک احمد	〃
۲۶۱۱A	ہبۃ الہادی	سید شاہد احمد	سرپونیا گاؤں
۲۸۵۵A	سید وجیہہ الرحمٰن	سید محمد عزیز الرحمٰن	سونگڑہ
۲۸۹۱A	اسماعیل خان	اسلام احمد خان	سورو
۵۴۸B	شیخ فاتح الدین	ایس کے حلیم الدین	کیرنگ
۷۳۸B	محمد ناصر الحق	محمد نعیم الحق	پنگال (اڑیسہ)
۱۳۳۹B	سید سعید الدین	سید کلیم الدین	سونگھڑہ
۱۵۳۸B	خدیجہ کریم	عبدالکریم شیخ	کیرنگ
۱۵۳۹B	انیلہ باسط	شیخ عبدالباسط	بھدرک
۲۵۷۳B	قرۃ العین	نورالدین	کرڈاپلی
۳۸۹۴A	راشد جمال	ایس کے نظام الدین	کیڈاپ
۳۹۳۱A	امۃ الحلیم	سرور خان	کیرنگ
۴۰۱۲A	شاہد محمود	محمود خان	〃
۴۰۱۸A	نصر اللہ	شیخ ضیاء الرحمٰن	〃
۴۳۱۹A	شاہد احمد خان	خالد احمد خان	〃
۴۶۲۴A	احسان خان	الیاس احمد	سورو
۴۶۳۴A	جشن احمد خان	شہاب الدین احمد خان	کٹک
۴۶۴۰A	محمد شاد	فیروز	کیرنگ
۴۶۵۴A	مشتاق احمد	نبی محمد خان	بالاسور
۶۰۰۷A	کرشن احمد	رفیق احمد خان	بھبنیشور
۷۱۰۰A	محمود احمد خان	غلام احمد خان	〃
۷۴۹۱A	طاہر احمد	ظفر احمد	چودہ کلاٹ
۷۴۹۶A	نورالدین خان	کمال الدین خان	اڑیسہ
۷۴۸۹A	ضیاء الحق خان	شمس الحق خان	تالبہ کوٹ
۷۵۹۴A	شیخ ناصر الدین	شیخ نظام الدین	کیرنگ
۷۶۰۱A	مشہود الحق	مجیب الحق	〃
۷۶۱۵A	محی الدین احمد	صدر الدین خان	〃
۲۶۳۰B	فریحہ فرزان	فرزان احمد خان	〃
۲۴۶۱B	امۃ الشافی	شرافت احمد خان	〃
۲۳۴۷B	فرح ناز	نسیم احمد خان	پدم پدا
۶۰۰۷A	کرشن احمد	رفیق احمد خان	بھبنیشور
۹۴۷۵A	طاہر احمد	ظہور الدین خان	بالاسور
۲۱۷۷B	مبارکہ محمود	فضل عمر محمود	کیرنگ
〃	عالیہ محمود	〃	〃
〃	طاہر محمود	〃	〃
۱۰۱۶B	امۃ الجلیل	جلیل احمد	مدراس
۳۰۵۷A	عطاء المغنی	وسیم احمد	〃
۳۶۹۷A	بی باسل	پی ایم محمد علی	〃
۳۸۹۵A	بی ناصر احمد	این محمد بخاری	میلاپالیم
۴۴۸۳A	مبارک احمد	ناصر احمد	ستان کولم
[illegible]	شاہینہ	نذر محمد	ٹرنلویلی (تامل ناڈو)
۹۵۳۵A	طاہرہ	محمد مصطفیٰ	کوئمبتور
۹۴۹۴A	محمد علی جناح طلحہ	ایم ایم ابراہیم	ستان کولم
۲۶۰۵A	برکت علی	محمد منیر الدین	گاتلہ بنگال
۳۸۸۲A	محمد شریف احمد	محمد اکمل	بانسرہ
۳۸۸۶A	وسیم احمد ملا	سعادت علی ملا	〃

(باقی دیکھیں صفحہ ۹ پر)

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

خدارا سوچیں کہ کیا احمدی دل نہیں رکھتے کیا وہ انسان نہیں ہیں وہ دُکھ درد اور تکلیف محسوس نہیں کرتے ہیں۔ اُنکے اندر بھی ایمانی غیرت ہے کیا وہ ایجی ٹیشن نہیں کر سکتے تھے کیا وہ اینٹ کا جواب اینٹ سے نہیں دے سکتے تھے! دے سکتے تھے لیکن وہ ایک جماعت کے ماتحت ہیں ان کا ایک واجب الاطاعت امام ہے یہ ایک ایسی منظم اور فعّال اور اطاعت گذار جماعت ہے جس نے ہر موقعہ پر اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کی اور ان کی نیک نصائح پر عمل کرتے ہوئے صبر سے کام لیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے حکومت کے خلاف کوئی سازش کی ہو یا ناجائز طریقے سے اسلحہ بنایا ہو یا اسلحہ کی ٹریننگ اپنے نوجوانوں کو دی ہو نہ کبھی جماعت احمدیہ پاکستان میں کسی سنگین جرم میں ملوث پائی گئی ہے۔ ہاں فرضی جرائم جماعت کے افراد پر عائد کر کے اُن کو ظلم وستم کا نشانہ ضرور بنایا گیا ہے۔ پس مبارک ہیں پاکستان میں بسنے والے جملہ احمدی احباب جنہوں نے خوشی سے ان پریشان کن حالات میں اپنے امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہا اور صبر کا ہاتھ سے جانے نہ دیا تمام مشکلات ومصائب کو خوشی سے برداشت کیا آفرین ہو تم پر اے احمدی جماعت کے افراد۔ خدا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو آمین۔

ہر دور میں جماعت احمدیہ سے امتیازی سلوک کیا گیا۔ البتہ قائداعظم محمد علی صاحب جناح جنہوں نے آئین پاکستان کی تشکیل کے وقت سب کو برابر کے حقوق دینے کی تجویز کی اور کہا کہ یہاں بلا لحاظ مذہب وملت رنگ ونسل سب کو آزادی حاصل ہے۔ حالانکہ اُس وقت بھی مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف طبائع کے لوگ تھے۔ شیعہ بھی تھے سنی بھی تھے اہل حدیث اہل قرآن نجدی۔ قادری۔ حنبلی وغیرہ سب تھے لیکن کسی طرح کا جھگڑا نہ تھا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ۔ یہ سب کچھ ان کی وفات کے بعد شروع ہوا اس میں کیا شک ہے کہ وہ لوگ جو پاکستان بننے کے مخالف تھے وہی پاکستان کے ایسے دشمن بنے کہ انہوں نے مذہب کی آڑ میں خود بھی اور حکومت کے ذریعہ بھی ایسے مکروہ کام کروائے کہ ساری دنیا میں پاکستان کو کیا اسلام کو ہی بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔ شرم سے ایک مسلمان کا سر جھک جاتا ہے جس کا اقرار پاکستان کے ذی شعور عوام وقت وقت پر کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس گروہ کو بے نقاب نہیں کیا گیا اس کو پردے کے پیچھے ہی رکھا گیا۔ ہماری مراد ملاؤں کے اس گروہ سے ہے جو ہر جگہ ملک میں سرگرم نظر آتا ہے۔ اس گروہ کے لئے کوئی قانون نہیں ہے پوری کھلی چھٹی دی گئی ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں، تو چرچا نہیں ہوتا

ہاں یہ وہی ملاؤں کا گروہ ہے جو اسلام کے محافظ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہونے کے دعویدار ہیں جن کے زیر سایہ مدارس میں طلباء کو اسلحہ کی ٹریننگ دی جاتی ہے جنکے زیر سایہ حکومت کے خلاف پلان تیار کئے جاتے ہیں جن کے زیر سایہ فحاشی کے اڈے چلائے جاتے ہیں جن کے اشارے پر جمعہ اور عید کے مبارک دنوں میں نہتے عوام پر گولیاں چلائی جاتی ہیں۔

یہ سب کچھ دیکھ کر سن کر شاعر کا یہ شعر یاد آتا ہے

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

حکومت اس گروہ کی طرف سے کیوں آنکھیں بند کئے ہوئے ہے؟ کیا اقتدار ختم ہونے کا ڈر ہے؟ حاکم وقت کی نظر میں سب شہری برابر ہونے چاہئیں اور سب کی حفاظت کرنا اس کا اولین فرض ہے مگر معاملہ برعکس ہے۔ اور واضح امتیاز نظر آتا ہے احمدیوں کو نقصان پہنچے تو خوشیاں منائی جاتی ہیں احمدیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے تو خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔ دوسروں کو کوئی تکلیف یا نقصان پہنچے تو افسوس کے ساتھ شور وغل مچ جاتا ہے۔ افسوس ایسے رہنماؤں پر مگر یاد رکھیں خدا تعالیٰ بصیر بھی ہے اُس نے ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھ دیا ہے

سب بخوبی جانتے ہیں کہ جب کبھی پاکستان میں احمدیوں کے خلاف آواز اٹھائی گئی اور جس حاکم وقت کے دور میں جماعت کو پریشان کیا گیا خدا نے اُس کو عبرتناک سزا دی ہے اور ذلت اور رسوائی کے سوا اُس کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ لہٰذا اب بھی موقعہ ہے کہ خدا کے غضب سے ڈرو اور انصاف سے کام لو ظالم کو ظلم سے روکو اور مظلوم کا ساتھ دو یقیناً ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے گا۔

یاد رہے کہ اگر اب بھی اے معاندو تم باز نہ آئے تو امام جماعت احمدیہ کے الفاظ ہیں "پھر تمہارے بھی دن آ چکے ہیں۔ تم جماعت احمدیہ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ اب تک بگاڑ سکے ہو بلکہ تم نے صرف اپنی عاقبت کو ہی بگاڑا ہے۔" ہاں اس کے باوجود بھی پاکستان کا ہر احمدی جہاں بھی وہ رہتا ہے دل کی گہرائیوں سے اپنے وطن اور دنیا میں ______ امن کی فضا قائم ہونے کے لئے دعاؤں میں مصروف ہے۔

وہ دعا کرتا ہے پاکستان کے انصاف پسند حکومت کے کارندوں کے لئے جنہوں نے ہمیشہ انصاف کو مدنظر رکھا خود جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے وطن عزیز اور تمام عالم کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا تو اس دنیا اور اس ملک کو تباہی اور آفات سے بچا اور انصاف پسند لوگوں کو اپنی حفاظت میں رکھ

البتہ ایک قرآنی دعا ہم یہ بھی کرنے لگے ہیں جس کی اجازت ہمیں ہمارے سیدنا امام نے دی ہے کہ دعا کریں کہ اے خدا تو میرے اور اپنے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے مطلب یہ کہ جو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہے اور اس کے اصولوں کو توڑتا ہے خدایا ایسے لوگوں کو پارہ پارہ کر دے آمین۔

پس اب بھی اگر پاکستان کے باشعور عوام اور سیاستدانوں نے حقیقت کو نہ سمجھا تو پھر خدا ہی حافظ ہے ایسے ملک اور ایسی قوم کا۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن (کلام امام الزمان)

(محمد یوسف انور)

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD,
CALCUTTA – 700081.

C.K. ALAVI　RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MANDI NAGAR, VANIYAMBALAM – 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA　IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
Contact:- TAAS & CO.
P-48, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.
PHONES:- 263287, 279302.

مُباہلہ کی کامیابی کا ایک نشان

سبھی جانتے ہیں کہ دس جون ۸۸ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے جملہ معاندین، مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی تائید میں نہایت عظیم الشان تائیدی نشانات ظاہر فرمائے تھے۔ پاکستان کے اس وقت سربراہ فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کی عبرتناک ہلاکت، کیرلہ میں جماعت احمدیہ اور سنی جماعت کے مابین مباہلہ کے بعد جماعت کے حق میں نشانات کا ظہور پذیر ہونا اور ذی اثر افراد کا احمدیت قبول کرنا اس کے علاوہ دنیا بھر میں اس قسم کے نشانات وقوع میں آنا یقیناً کھلم کھلا گواہ ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک سچی جماعت ہے اس قسم کے نشانات اب تک جاری وساری ہیں۔

شیخوپورہ پاکستان کے دوست کا خط حضور اقدس کی خدمت میں

حال ہی میں شیخوپورہ سے ایک دوست مکرم محمد افضل ڈار صاحب نے حضور انور کی خدمت میں تحریر کردہ اپنے خط میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس وقت حضور اقدس کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج اپنے علاقہ کے ایک مولوی کو دیا تھا جسے اس نے منظور کر لیا اور پھر وہ اس مباہلہ کا شکار ہوا۔ انہوں نے یہ واقعہ بہت دیر بعد بھجوایا ہے یہ کوئی فرضی کہانی نہیں بلکہ مستند حقیقت ہے۔ ذیل میں ان کے خط کا متعلقہ اقتباس درج کر رہے ہیں تاکہ ریکارڈ رہے۔ یقینی بات ہے کہ بعض اور جگہ بھی اس قسم کے واقعات مقامی سطح پر ہوئے ہوں گے۔ جن کی اطلاع مرکز میں نہیں دی گئی۔ اس لئے اگر آپ کے علم میں ایسے کچھ واقعات ہوں تو مستند تصدیق گواہوں کے ساتھ سیدنا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بھجوائیں تاکہ ایسے تمام نشانات اکٹھا ریکارڈ کیا جا سکے۔

(ادارہ)

مکرم محمد افضل ڈار صاحب شیخوپورہ اپنے خط مرقومہ ۲ فروری ۱۹۹۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

آپ نے جب مباہلہ کی دعوت دی تھی اس وقت میں نے بھی ایک پمفلٹ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے نامور مولانا حافظ سید عباس علی شاہ رضوی فاضل عربی پیر علاقہ کو اس کے ایک مرید صادق علی کے ذریعہ بھجوایا۔ دو دن بعد مولانا مذکور شہر فاروق آباد کی کتابوں کی دکان پر کھڑے تھے کہ میرا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گئے اور حسب عادت مجھے بہت کچھ سنا ڈالا (یعنی مرزا صاحب دعوت مباہلہ دیتے ہوئے اس دنیا سے گذر گئے اور نہایت غلیظ زبان استعمال کر کے اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن میں نے کہا کہ پیر صاحب آپ صاحب علم ہیں قرآن کریم کے حافظ ہیں خلیفہ صاحب نے اس مباہلہ میں کیا کہا ہے؛ صرف یہی کہ ہمارا قرآن وہی ہے جو حضور نبی کریمؐ پر نازل ہوا۔ وہی ہماری نماز ہے۔ وہی ہمارا دین ہے ہم حضورؐ کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن ہمارے خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اب بھی کوئی یہ یقین نہیں رکھتا اور ہم پر الزام لگاتا ہے تو وہ کہہ دے "کہ جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت"۔ میں نے کہا پیر صاحب آپ نیک ہیں خدا نے ہمیں اپنی زندگی میں یہ دن دکھایا ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ صاحب کو اگر وہ جھوٹے ہیں دس جون ۱۹۸۹ء سے پہلے پہلے ختم کر دے تو میں اور فاروق آباد کی ساری جماعت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے آپ مان لیں اور یہ الفاظ کہہ دیں۔ چنانچہ اس نے اس مباہلہ کو تسلیم کر لیا اور پیر صاحب نے کہہ دیا کہ آپ دس جون تک انتظار کریں پھر نماز مغرب پر مسجد میں تمام احباب کو یہ واقعہ بتایا گیا چند ماہ بعد عید میلاد النبیؐ کے موقع پر اپنی تقریر کے دوران مولانا صاحب نے برملا طور پر عوام الناس کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ میں نے مرزائیوں کا مباہلہ تسلیم کیا ہے۔ آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی دے (آمین) ہماری جماعت کے ایک دوست اس جلسہ میں حاضر تھے اور انہوں نے یہ سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۱۰ جون سے قبل ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو یہ نشان پورا کیا اور یہ شخص پانچ چھ ماہ کی سخت اذیت ناک بیماری کے بعد اپنے انجام کو پہنچے اور فاروق آباد کے قرب وجوار کے شہروں اور دیہاتوں میں اُن کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا چنانچہ اس کی قبر فاروق آباد کی سب سے بڑی مسجد کے احاطہ میں بنائی گئی ہے۔ اُس کے انتقال کے بعد مجھے اُس کے ایک مرید سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ پیر صاحب کے مرنے کے بعد ان کا چہرہ سیاہ تھا۔ اُس نے کہا کہ اگر ہمارے پیر کی یہ حالت ہے تو ہمارے مریدوں کا کیا بنے گا۔

⁂

نمایاں کامیابی و درخواستِ دُعا

الحمد للہ کہ مکرم خورشید صاحب، ارول بہار کا منجھلا بیٹا عزیز شاہ خلیل صاحب I.P.S کے لئے SELECT ہو گیا ہے۔ عزیز کی دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے I.A.S بنا دے چنانچہ اس سال وہ پھر COMPETITION میں بیٹھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عزیز کا مستقبل روشن کرے اور ایک نیک احمدی افسر کی جملہ خصوصیات سے نوازے

۲۔ اسی طرح موصوف کا چھوٹا بیٹا عزیز ناصر احمد امسال M.B.B.S کے آخری سال کا امتحان دینے والا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیز کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ اور ایک مخلص احمدی ڈاکٹر بنائے۔

۳۔ موصوف اپنی بیٹی کشور محمود کو نیک صالح نرینہ اولاد عطا ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محترم موصوف کے جملہ بچوں کو نیک صالح خادم دین بنائے ان کے مستقبل روشن ہوں۔ اور انہیں دین و دنیا میں اپنے فضل سے اعلیٰ ترقیات سے نوازے۔ محترم موصوف نے اس موقع پر اعانت بدر میں پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپے ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

(ادارہ)

منظوری

مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی نائب ناظر نشر واشاعت کی سال ۹۵-۱۹۹۴ء و ۹۶-۱۹۹۵ء دو سالہ عرصہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بطور "صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت" منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ حضور انور کی یہ منظوری زیر عے ۱۵۴-خ / ۱۰-۱۲-۹۴ ریکارڈ ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے

ناظر اعلیٰ قادیان

साप्ताहिक 'बदर'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम ख़ान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

हिन्दी भाग वर्ष 2 6 अप्रैल, 1995 अंक 14

पवित्र क़ुर्आन

"इस्लामी विरासत"

जो लोग अनाथों का धन अत्याचार से हड़प करते हैं, निस्सन्देह वे अपने पेटों में केवल आग भरते हैं और निस्सन्देह वे भड़कने वाली आग में झोंके जाएंगे।

अल्लाह तुम्हें तुम्हारी संतान के विषय में आदेश देता है कि एक पुरुष का भाग दो स्त्रियों के भाग के बराबर है और यदि संतान में केवल दो से अधिक स्त्रियाँ ही हों तो उन के लिए जो कुछ मरने वाले ने छोड़ा है उसका दो तिहाई भाग नियुक्त है और यदि वह एक ही स्त्री हो तो उस के लिए आधा भाग है और यदि उस (मरने वाले) की संतान हो तो उस के माता-पिता में से हर एक के लिए उस के छोड़े हुए माल का छटा भाग निश्चित है और यदि उस की कोई संतान न हो और माता-पिता ही उस के वारिस हों तो उस की माता का तीसरा भाग निश्चित है, लेकिन यदि उस के भाई-बहन हों तो माता का छटा भाग निश्चित है। ये सारे भाग उस की वसीय्यत और उस का ऋण चुकाने के बाद दिए जाएंगे। तुम नहीं जानते कि तुम्हारे पूर्वजों तथा तुम्हारे पुत्रों में से कौन तुम्हारे लिए अधिक लाभदायक है। यह अल्लाह की ओर से ज़रूरी ठहराया गया है। निस्सन्देह अल्लाह बहुत जानने वाला और हिक्मत वाला है।

(अन्निसा 11-12)

इमाम महदी का प्रादुर्भाव

हज़रत अबू हुरैरः (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते हैं कि हम हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम की सेवा में उपस्थित थे जब आप पर (क़ुर्आन मजीद की) सूरः जुमुआ उतरी और जब आप ने यह पढ़ा :

"व आख़रीन मिन्हुम लम्मा यल्हक़ू बिहिम" अर्थात कुछ बाद में आने वाले लोग भी सहाबा में शामिल होंगे जो अभी इन के साथ नहीं मिले। इस पर एक व्यक्ति ने पूछा हे अल्लाह के रसूल! यह कौन लोग हैं जो पदवी तो सहाबा की रखते हैं परन्तु अभी इन के साथ मिले नहीं। हुज़ूर ने इस प्रश्न का कोई उत्तर न दिया। तब उस व्यक्ति ने फिर यही प्रश्न किया और तीन बार यही प्रश्न किया। इस को वर्णन करने वाले कहते हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने अपना हाथ हज़रत सलमान फ़ारसी के कंधे पर रखा और फ़र्माया कि यदि ईमान सुरय्या सितारे पर भी चला गया अर्थात् धरती से उठ गया तो इस के वंश में से कुछ लोग उस ईमान को वापिस ले आएंगे अर्थात् "आख़रीन" से अभिप्राय फ़ारिस के लोगों में से हैं जिन में से हज़रत मसीह मौऊद होंगे और उन पर ईमान लाने वाले लोग भी सहाबा कहलाएंगे।

(बुख़ारी शरीफ़ किताबुत्तफ़सीर सूरत जुमुआ भाग 2 पृष्ठ 727 तथा मुस्लिम शरीफ़ पृष्ठ 170)

ईश्वर संलाप की तीन श्रेणियां

इस्लाम ने ईश्वर संलाप की तीन श्रेणियां बताई हैं। जिनके चिन्हों से उनकी अवस्था विदित हो जाती है। वह एक ओर तो ईश्वर संलाप है एवं दूसरी ओर परमेश्वर पर विश्वास बढ़ाने का एक साधन।

1. प्रथम श्रेणी प्रार्थना की स्वीकारिता की है।
2. दूसरी श्रेणी ईश-वाणी की है।
3. तीसरी श्रेणी परमेश्वरीय गुणों द्वारा भक्त को अपने रंग में रंगीन कर लेने की है।

प्रथम श्रेणी प्रार्थना की स्वीकारिता

इस्लाम की यह घोषणा है कि परमेश्वर ने मनुष्य को अपनी सत्ता का विश्वास दिलाने के लिए एवं अपनी सत्ता का ज्ञान देने के निमित्त और अपनी ओर आकर्षित करने के लिए प्रार्थना का द्वार खोला है। अर्थात् परमेश्वर से यदि कोई मनुष्य प्रार्थना करता है। तो परमेश्वर उसे स्वीकार करता है। किन्तु शर्त यह है कि प्रार्थना उतनी और इस प्रकार हो जितनी और जिस प्रकार उसके करने का ढंग है। अत परमेश्वर का कथन है कि–

"वह कौन है जो व्याकुल की प्रार्थना को सुनता है, जब वह उसे पुकारता है एवं उस प्रार्थना को स्वीकार करके उस याचना करने वाले के कष्टों का निवारण करता है। जो अत्याचारी हो, तो उसके अत्याचारों से पीड़ित हुए व्यक्ति को उसके अत्याचारों से मुक्ति देकर उसके स्थान पर आरूढ़ कर देता है। क्या इस परमेश्वर की शक्ति की समानता करने वाला कोई और भी है? किन्तु तुम लोग शिक्षा ग्रहण नहीं करते।"

इस श्रेणी को परमेश्वर ने सब के लिए खुला छोड़ा है अर्थात् चाहे किसी धर्म का मनुष्य हो उस की प्रार्थनाओं को-जब वे प्रार्थनाएं घोर व्याकुलता के समय की जाएं-श्रवण करता है। इस प्रकार इस बात का अवसर देता है। कि वह परमेश्वर के ज्ञान तथा उसके सम्बन्ध को अनुभव करे एवं सन्देह की अवस्था से निकले। इस में क्या सन्देह है कि मनुष्य को परमेश्वर की ओर ध्यान दिलाने के लिए कुछ न कुछ ब्रह्मज्ञान प्रत्येक श्रेणी के लोगों को प्राप्त होना चाहिए क्योंकि मनुष्य ध्यान भी तभी देता है जब कि उस के हृदय में किसी वस्तु का महत्व उत्पन्न हो जाता है।

यह स्थान जैसा कि मैंने बताया है, सब धर्मों के लोगों के लिए खुला है। प्रत्येक धर्म के लोग परमेश्वर से प्रार्थना करके देख सकते हैं। वे उस का लाभ अनुभव करेंगे एवं उनको विदित होगा कि बहुत सी कठिनाइयां जिनसे वे पूर्व दुःख उठाते थे, प्रार्थना के द्वारा सम्पन्न हो जाएगी, किन्तु ब्रह्मज्ञान का यह स्थान निकृष्टतम स्थान है क्योंकि प्रतिक्षण यह सन्देह मनुष्य के हृदय में उत्पन्न हो सकता है कि कदाचित् जो कार्य प्रार्थना के पश्चात् हो गया है उसने वैसे भी हो ही जाना था एवं जो कठिनाई दूर हो गई है उसने वैसे भी दूर हो ही जाना था क्योंकि यदाकदा हम देखते हैं कि कई बार वातावरण ऐसा उत्पन्न हो जाता है कि होते हुए कार्य में बाधा पड़ जाती है एवं कठिन-कार्य बड़ी सरलता से सम्पन्न हो जाता है एवं उसके लिए कोई प्रार्थना भी नहीं की गई होती प्रत्युत कई बार ऐसा व्यक्ति जिस से इस घटना का सम्बन्ध है प्रार्थना के पक्ष में ही नहीं होता।

इस के अतिरिक्त इस श्रेणी में एक यह भी त्रुटि है कि यह कुछ ★

★ प्रकृतिक नियमों के अनुरूप है अर्थात् मिस्मरेज़्म एवं हेप्नोटेज़्म इन दोनों प्राकृतिक सिद्धान्तों के द्वारा हम देखते हैं कि कतिपय रोग एवं कई दुःख दूर हो जाते हैं। अतः सन्देह होता है कि कदाचित् प्रार्थना इसी प्रकार की कोई वस्तु हो। परमात्मा की ओर से कोई सहायता न आती हो अपितु केवल ध्यान के केन्द्रित करने से कुछ उत्पन्न हो जाते हैं।

चाहे इस प्रकार के सन्देह इस स्तर की प्रार्थना के विषय में उत्पन्न हो सकते हैं किन्तु फिर भी-वृहत दृष्टि से देखने पर यह एक सीमा तक विश्वास का साधन है । लोग उस से लाभ उठा सकते हैं मैंने जो यह कहा हैं कि इस स्तर की प्रार्थना के विषय में यह सन्देह उत्पन्न हो सकता है तो मेरा यह उद्देश्य है कि प्रार्थना की एक श्रेणी और हैं जो नितान्त विश्वसनीय है किन्तु वह आगे के ब्रह्मज्ञानों में सम्मिलित है। उसका उल्लेख उन्हीं के साथ करुंगा।

द्वितीय श्रेणी : ईशवाणी

ब्रह्मज्ञान की दूसरी श्रेणी ईश-वाणी है । इस्लाम इस श्रेणी के विषय में विशेष बल देता है। दूसरे धर्म साधारणतया इस द्वार को बन्द समझते हैं किन्तु बुद्धि इस बात को स्वीकार नहीं कर सकती कि वह परमेश्वर जो अपने भक्तों को अपनी सत्ता का विश्वास दिलाने के लिए पूर्वकाल में वार्ता करता था, अब उसने वार्तालाप करना सर्वथा बन्द कर दिया हैं। परमेश्वर के गुण सदैव जूं के तूं अपनी अवस्था मे रहते है। वह सत्ता त्रुटि एवं पतन से पवित्र है । अतः उसकी यह मौनता जो शताब्दियों से प्रारम्भ होकर सहस्रों वर्षो तक पहुंचने वाली है, क्यों है ? यदि वह बोलता नहीं है तो कैसे समझा जाए कि वह श्रवण करता है ? एवं कैसे समझा जाए कि उसके शेष गुण और शक्तियां शुद्ध और ठीक अवस्था में है ? क्या किसी का अधिकार नहीं कि इस वार्ता के बन्द हो जाने पर यह प्रश्न करे कि क्यों यह न समझा जाए कि अब वह देखता भी नहीं एवं उसके ज्ञान ने भी विदा ले ली है एवं वह अपनी रक्षा भी नहीं कर सकता, अपितु संसार का कार्य व्यापार अब स्वमेव चल रहा है ? यदि शेष गुण एवं शक्तियां उसकी उसी प्रकार पूर्ववत कार्य कर रही हैं। कि जिस प्रकार पहले कार्य करती थीं तो उसकी वार्ता का क्रम क्यों बन्द हो गया है ? वह सूक्ष्मातिसूक्ष्म है एवं उसकी सत्ता का विश्वास दिलाने के लिए उसके दर्शन तो सम्भव ही नहीं, एक उसकी वाणी थी जो लोगों को उसकी सत्ता होने का पता दिया करती थी । अब यह मार्ग भी यदि बन्द हो गया है तो फिर उस पर विश्वास कराने का और कौन सा मार्ग खुला है ?

हे भाईजो और बहनों । इस्लाम कहता है कि यह विचार कि परमेश्वर की वाणी का क्रम बन्द हो गया उचित नहीं है। वह अब भी उसी प्रकार बोलता है जिस प्रकार पहले बोलता था वह अब भी उसी प्रकार अपने भक्तों को स्मरण करता है जिस प्रकार पहले स्मरण करता था अपितु उसने अपनी ओर का पथ प्रदर्शन करने के लिए वाणी का क्रम भी प्रार्थना के क्रम की भान्ति विस्तृत किया हुआ है एवं ऐसे लोगों को भी जो परमेश्वर के धर्म से दूर होते हैं कभी ईश्वाणी हो जाती है ताकि वह सन्मार्ग पर चलने वालों की वाणी पर सन्देह न करे अपितु उनकी सत्यता के साक्षी हों।

वे लोग जो यह कहते है कि परमेश्वर हमारा पालन हार है, इस बात पर स्थित हो जाते हैं। कोई कठिनाई उनको भयभीत नहीं करती। उन पर इशदूत यह ईशवाणी लेकर अवतरित होते हैं कि तुम भयभीत मत हो एवं न ही अपनी हानियों पर खेद करो अपितु उस स्वर्ग पर प्रसन्न हो जाओ जिसका तुम को वचन दिया गया है । हम तुम्हारे इस भैतिक जीवन में भी मित्र हैं एवं मृत्योपरान्त के जीवन में भी मित्र रहेंगे । तुम्हें वह वस्तु मिलेगी जिस को तुम चाहते हो। तुम जो कुछ मांगोगे, वह मिलेगा अर्थात् ईश्वर संलाप की बलवती इच्छा, जो ईश्वर भक्तों की वास्तविक इच्छा होती है, हर प्रकार उत्तम ढंग से पूर्ण होगी।

इस आयत से स्पष्ट है कि इस्लाम ईश-वार्ता एवं ईशवानी के अवतरित होने का द्वार खुला समझता है अपितु उसका वचन भी देता है। वह बात स्पष्ट है कि जिस से परमेश्वर सीधे अथवा अपने ईशदूतों के द्वारा वार्तालाप करेगा उसका विश्वास ईमान परमेश्वर पर कितना बढ़ जाएगा एवं उसके हृदय को कितनी प्रौढता एवं कितना साहस तथा बल प्राप्त हो जाएगा क्योंकि वार्ता श्रवण करना भी एक प्रकार का दर्शन है । यदि निर्जन में कोई मित्र बिछुड़ जाए एवं वह हमें उच्च स्वर से पुकारे कि मैं अमुक स्थान पर हूं तो हमारा भय उसी प्रकार दूर हो जाता है जिस प्रकार देख लेने से। अतः जिस व्यक्ति से परमेश्वर वार्ता करे, उसके हृदय को परमेश्वर पर ऐसा ही विश्वास हो जाना चाहिए जैसा कि देखी हुई वस्तु का होता है ।

इस्लाम की यह घोषणा नहीं, अपितु तेरह सौ वर्ष से निरन्तर आज तक मुसलमानों में ऐसे व्यक्तियों का जन्म होता रहा है कि जिनसे परमेश्वर ने वार्ता की है एवं यह धारा सन्तत-सतत निरन्तर बहती चली आ रही है अतः इस के सम्बन्ध में सन्देह करना मानो मिथ्या-वादानुवाद (Sophistry) का द्वार खोलना है। इस युग में युगावतार, हज़रत मसीहमाऊद (निष्कलंक अवतार हज़रत मिर्जा गुलाम अहमद साहिब क़ादियानी) पर परमेश्वर की वाणी अवतरित हुई । आपके पुण्य प्रताप के प्रभाव से इस सम्प्रदाय में से सहस्रों मनुष्यों को परमेश्वर की वाणी श्रवण करने का सौभाग्य प्राप्त हुआ। यहां तक कि मैं समझता हूं कि कम से कम पचास प्रतिशत व्यक्ति होंगे जिन्हों ने किसी न किसी रुप में परमेश्वर की वाणी श्रवण की होगी एवं उनके ईमान तथा विश्वास को बल प्राप्त हुआ होगा ।

इस स्थान पर एक बात स्मरण रखनी चाहिए कि परमेश्वर की वाणी से मेरा अभिप्राय वह व्याख्या नहीं है जो आज कल लोग समझते है अर्थात् कोई पुण्य विचार उनके हृदय में ज़ोर से पड़ जाए तो वे उसे ईश-वाणी समझ लेते हैं अपितु कुछ लोग अज्ञानतावश इतने आगे बढ़ गए हैं कि परमेश्वर की वाणी शब्दों में कभी अवतरित ही नहीं हुई अपितु पैगम्बरों के हृदय के उद्गारों का नाम ही ईश-वाणी रख लिया गया है। इस्लाम इस बात को कदापि स्वीकार नहीं करता अपितु इस्लाम हमें यह बताता है कि ईशवाणी शब्दों में अवतरित होती है एवं उसी प्रकार मनुष्य से परमेश्वर वार्ता करता है जिस प्रकार एक मनुष्य दूसरे मनुष्य से वार्तालाप करता है । ध्वनि भी वैसी उत्पन्न होती है जिस प्रकार मनुष्यों की वार्ता में हुआ करती है एवं उसी प्रकार मनुष्य ध्वनि को सुनता है जिस प्रकार की वह नित प्रति की वार्ता श्रवण श्रवण करता है । अन्तर केवल इतना है । कि ईशवानी की ध्वनि अति सुन्दर होती है एवं उस में एक आलौकिक आंतक एवं महानता होती है। किन्तु आंतक होते हुए भी उसमें ऐसा स्वाद एवं आनन्द होता है कि मनुष्य पर एक तन्मयता की अवस्था उत्पन्न हो जाती है एवं वह समझता है कि मानो उस पर कोई आलौकिक महान् सत्ता ने पूर्ण अधिकार जमा लिया है जो उसे ऊपर की ओर खींच रही है तब कोई सूक्ष्म वार्ता या तो उसके श्रुतुओं में डाली जाती है जिसे वह श्रवण है अथवा उसकी वाणी पर अवतरित किया जाता है जिसे वह अपनी वाणी से पढ़ता है अथवा लिखित रुप में उसके सम्मुख उपस्थित किया जाता है जिसे वह कण्ठस्थ कर लेती है किन्तु इस अवधि में उस पर एक तन्मयता की अवस्था रहती है ताकि इस बात का साक्षी रहे कि यह सब उसका भ्रम एवं उसकी मानसिक विचारधारा नहीं है अपितु एक सर्वोच्च महान् शक्ति की ओर से वह सब कुछ हो रहा है ।

ईश वाणी के इन प्रकार के अतिरिक्त दो अन्य भी प्रकार हैं जो शब्दों के स्थान पर सांकेतिक भाषा में अवतरित होता है। इन में से एक रुप स्वप्न कहलाता है जो गहरी निद्रा की अवस्था में उत्पन्न होता है इसमें कोई बात उपमा या रुपक के रुप में दिखाई जाती है ।

बद्र प्रेस कादियां, फोन 20121 घर 20611

प्रिन्टर व पब्लिशर : मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी